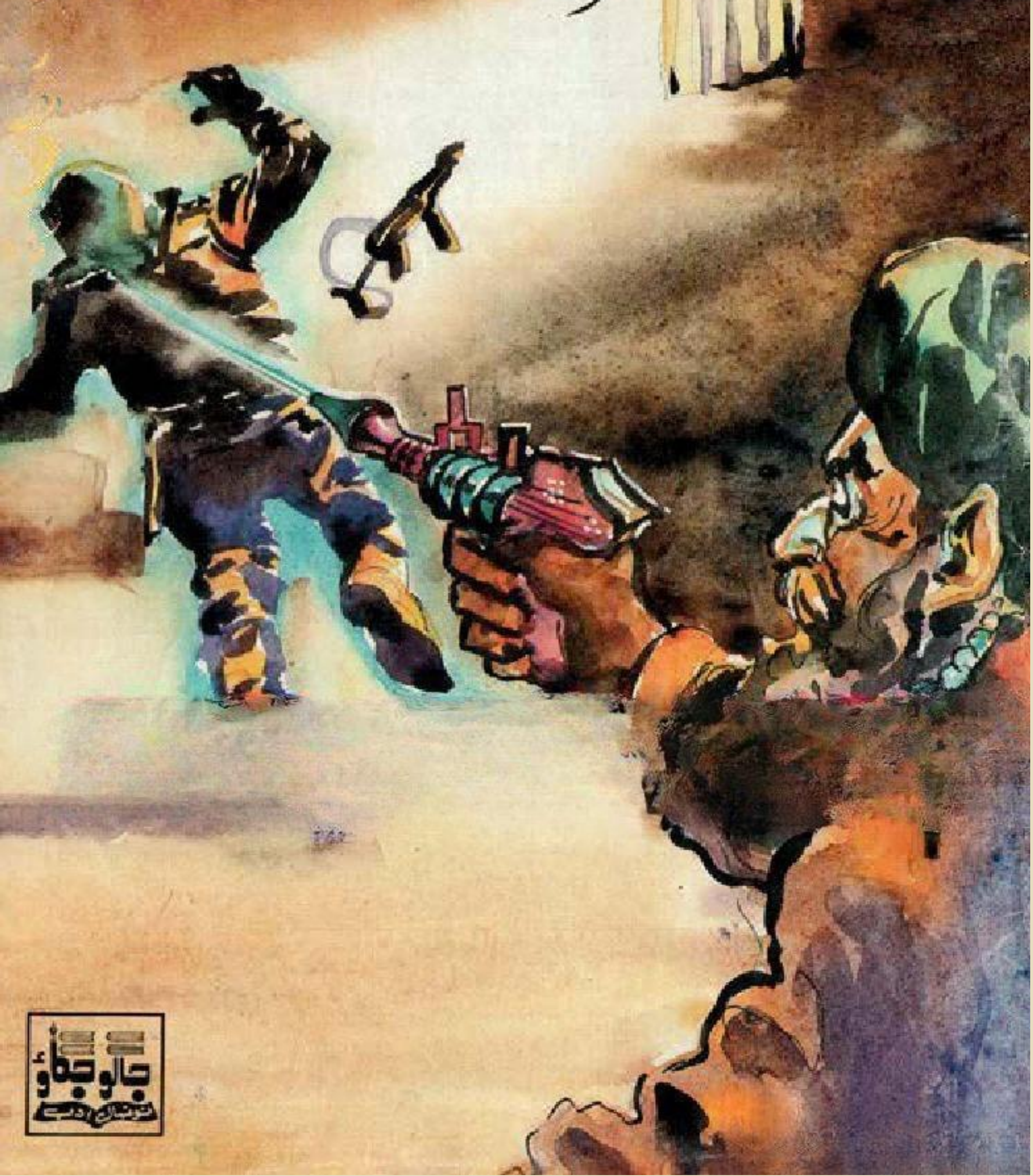
خلائی ایڈونچر سیریز (11) سیارہ اوثان کا زمین پر حملہ

عمران کی زندہ لاش



جاگو جگاؤ

خلائی ایڈونچر سیریز گیارہواں حصّہ

عمران کی زندہ لاش

اے حمید

نونہال ادب

ہمدرد فاؤنڈیشن پریس، کراچی

مجلسِ ادارت

حکیم محمد سعید

مسعود احمد برکاتی

رفیع الزّماں زبیری

ناشر : ہمدرد فاؤنڈیشن پریس، ہمدرد سنٹر ناظم آباد، کراچی

اشاعت : ۱۹۹۱

تعداد اشاعت : ۲۰۰۰

قیمت : ۱۰ روپے

نونہال ادب کی کتابیں "نہ نفع نہ نقصان" کی بنیاد پر شائع کی جاتی ہیں۔

پیش لفظ

تلاش اور جستجو انسان کی فطرت ہے۔ قرآن حکیم میں بار بار تاکید کی گئی ہے کہ اپنے چاروں طرف نگاہ ڈالو اور دیکھو اللہ تعالیٰ نے کیسی کیسی چیزیں پیدا کی ہیں۔ زمین، آسمان، چاند، سورج، ستارے اور سیّارے، پہاڑ اور دریا، چرند اور پرند، پھول اور پھل۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں انسان ہی وہ مخلوق ہے جسے عقل اور سمجھ عطا کی گئی ہے۔ اُسے چیزوں کو دیکھنے، سمجھنے اور پرکھنے کی قوّت اور صلاحیت دی گئی ہے تاکہ وہ کائنات کی بے شمار چیزوں سے، جو اُسی کے لیے پیدا کی گئی ہیں، فائدہ اُٹھائے اور وہ بُلند مقام حاصل کرے جو اس کا مقدّر ہے۔ اللہ کی عطا کی ہوئی صلاحیتوں سے کام لینے کے لیے علم حاصل کرنا ضروری ہے۔

علم سائنس ہے۔ بٹن دبا کر گھروں اور شہروں کو روشن کرنے سے لے کر چاند تک پہنچنے کا گُر ہمیں سائنس ہی نے سکھایا ہے۔ ایک چھوٹا سا حقیر بیج کیسا زبردست، تناور درخت بن جاتا ہے، پھولوں میں رنگ کہاں سے آتے ہیں، انسان غذا کیسے ہضم کرتا ہے، اُس کے بدن میں خُون کیسے دوڑتا ہے، بھاری بھر کم جہاز ٹنوں وزن لے کر سمندر میں ڈوبتے کیوں نہیں، دیو پیکر طیّارے ہوا میں کیسے اُڑتے چلے جاتے ہیں۔ چاند، سورج

اور سیّارے خلا میں کیسے گردش کر رہے ہیں۔ یہ سب ہم نے سائنس ہی کے ذریعہ سے جانا ہے۔ انسان سائنس ہی کے ذریعہ سے چاند پر پہنچا ہے، اُس کے بنائے ہوئے راکٹ ہمارے نظامِ شمسی کے آخری کناروں کو چھونے والے ہیں۔

اپنی دُنیا اور اپنی دُنیا سے باہر انسان کی یہ تلاش و جستجو مسلسل جاری ہے۔ سائنس کی ترقّی اُسے دم بہ دم آ گےئ بڑھائے چلی جا رہی ہے۔ کل کی کہانیاں آج کی حقیقتیں بن چکی ہیں۔ سائنس فکشن انسان کی قدرت کے چھُپے ہوئے راز جاننے کی خواہش کا اظہار ہے۔ اُڑن کھٹولا ماضی کی سائنس فکشن تھا۔ آج یہ ہوائی جہاز کی شکل میں حقیقت ہے۔ جولیس ورن کی سمندر کی تہہ میں مسلسل تیرنے والی "ناٹیلس" اب ایک افسانہ نہیں ایٹمی آب روز کی شکل میں ایک زندہ حقیقت ہے۔ کون کہہ سکتا ہے آج کی سائنس فکشن کل کی حقیقت نہ بن جائے۔

جب تک انسان تلاش و جستجو کے عمل میں رہے اور علم حاصل کرتا رہے گا کہانیاں حقیقتیں بنتی رہیں گی۔

حکیم محمد سعید

خونی دھماکہ

پلوٹونیم بم کا کلاک ٹِک ٹِک کر رہا تھا۔

اِسے ٹھیک دو گھنٹے بعد پھٹ جانا تھا اور سُپر مارکیٹ میں ایسی تباہی پھیلانی تھی کہ جس کی مثال تاریخ میں کہیں نہیں تھی۔ خلائی مخلوق شارٹی گٹر کے اندر بم لگانے کے بعد اُس مسجد کی طرف چل پڑا جس کے کنوئیں میں سے مارگن نے وائرلیس پر اُس سے بات کی تھی اور اِس طرف آنے سے منع

کیا تھا۔ شارٹی مارگن کو کنوئیں سے نکالنے کا فیصلہ کر چُکا تھا۔ وہ مسجد کے قریب آ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ مسجد میں نمازی نہیں تھے۔ اُس نے ایک آدمی سے پوچھا کہ سُنا ہے اس کنوئیں میں کوئی آدمی گِر پڑا تھا۔ کیا وہ زندہ بچ گیا؟

اُس آدمی نے کہا۔ "اُسے تو پولیس پکڑ کر لے گئی ہے۔"

شارٹی نے اطمینان کا سانس لیا۔ پولیس کے قبضے سے وہ مارگن کو چھڑا سکتا تھا اور پولیس کے قبضے سے مارگن خود بھی فرار ہونے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ شارٹی کے ساتھ ایک سہولت یہ تھی کہ اُسے انسپکٹر شہباز اور تانیا میں سے کوئی بھی نہیں پہچانتا تھا کہ یہ مارگن کا ساتھی خلائی آدمی ہے۔

شارٹی نے گھڑی دیکھی۔ بم کے پھٹنے میں ڈیڑھ گھنٹہ باقی تھا۔ شارٹی اُس بم کی تباہی کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ واپس سُپر مارکیٹ کی

طرف آ گیا اور مارکیٹ سے دور ہٹ کر ایک جگہ فٹ ہاتھ کے خالی چبوترے پر بیٹھ گیا۔ لیکن قُدرت کو کُچھ اور ہی منظور تھا۔ اب ایسا ہوا کہ جہاں نیچے گٹر میں پلوٹونیم بم لگایا گیا تھا اُس کے عین اُوپر ایک چھوٹا سا ریستوران تھا۔ ریستوران کے کچن کا گٹر بند ہو گیا اور پانی کچن میں پھیلنے لگا۔ وہ کاروبار کا وقت تھا۔ مارکیٹ میں سینکڑوں لوگ خرید و فروخت میں مصروف تھے۔ ہر دُکان پر گاہکوں کا ہجوم تھا۔ ریستوران میں بھی لوگ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ ریستوران کے مالک کو جب معلوم ہوا کہ کچن کا گٹر بند ہو گیا ہے تو اس نے فوراً اپنے بھنگی کو بُلایا اور کہا۔

"یہ لو پچاس رپے اور ابھی نیچے جا کر گھر کو صاف کرو۔ پانی کی نالی میں کچرا پھنس گیا ہے۔ یہ ہمارے کاروبار کا وقت ہے۔ جلدی کرو۔"

بھنگی نے اُس وقت بانس سنبھالا اور گٹر کا ڈھکنا اُٹھا کر نیچے اُتر گیا۔ نیچے گٹر

کے اندر چھوٹے سے فٹ پاتھ پر وہ ٹارچ کی روشنی ڈالتا اُس جگہ آ گیا جہاں ریستوران کے کچن کی بڑی نالی گِرتی تھی۔ اِس نالی میں کچرا پھنسا ہوا تھا۔ بھنگی نے فوراً بانس ڈال کر نالی کو صاف کر دیا۔ کچرا نکل گیا۔ پانی نیچے گٹر میں بہنے لگا۔ بھنگی بڑا خوش تھا کہ ذرا سے کام کے پچاس روپے مِل گئے۔ اُس نے ایک بار پھر نالی کو چیک کرنے کے لیے ٹارچ کی روشنی ڈالی تو اُسے نالی کے قریب ہی گٹر کی دیوار میں کوئی شے چمکتی ہوئی نظر آئی۔ بھنگی نے قریب جا کر دیکھا تو وہ چاندی کی ایک نالی تھی جو دیوار میں پھنسی ہوئی تھی۔ بھنگی نے ذرا سی کوشش کر کے نالی کو باہر نکال لیا۔ یہ المونیم کی نالی تھی جو دوسری طرف سے بند تھی۔ بھنگی کو بالکل خبر نہیں تھی کہ اُس نے اپنے ہاتھ میں جو المونیم کی نالی پکڑ رکھی ہے وہ انتہائی دھماکے سے پھٹنے والا پلوٹونیم بم ہے جسے ڈیڑھ گھنٹے کے بعد پھٹ جانا ہے۔ وہ اُسے

چاندی کی نالی سمجھ رہا تھا۔ اُس نے پلوٹونیم بم کی نالی اپنی قمیص کے اندر چھُپالی اور گٹر کے باہر نکل کر ریستوران کے مالک سے کہا :

"سیٹھ گٹر صاف کر دیا ہے۔ دیکھ لو۔ پانی ٹھیک جا رہا ہے۔"

سیٹھ نے خوش ہو کر بھنگی کو چائے کی ایک پیالی پیش کی اور کہا۔ "لو چائے پی لو میری طرف سے۔"

بھگی وہیں فرش پر بیٹھ کر چائے پینے لگا۔ وہ جلدی جلدی چائے پی رہا تھا۔ کیونکہ وہ چاندی کی نالی اپنے گھر لے جا کر چھُپا دینا چاہتا تھا تاکہ دوسرے دِن صرافہ بازار لے جا کر اِسے فروخت کر دے۔ اُسے اُمّید تھی کہ اِس نالی کے اُسے سو ڈیڑھ سو روپے ضرور مل جائیں گے۔ تین چار منٹ میں چائے ختم کر کے بھنگی اُٹھا اور سیٹھ کو سلام کر کے مارکیٹ کے گیٹ کی طرف بڑھا۔ بانس اُس نے گیٹ کے ایک طرف رکھ دیا اور خود تیز تیز

قدموں سے اپنی جھونپڑی کی طرف روانہ ہوگیا۔ اُس کی جھونپڑی کراچی کے ایک پُل کے نیچے تھی جہاں وہ اپنے بال بچّوں کے ساتھ رہتا تھا۔ یہ جگہ زیادہ دُور نہیں تھی۔ بھنگی نے ایک ویران کی جگہ پہنچ کر قمیص کے اندر سے المونیم کی نالی نکال کر اِسے غور سے دیکھا۔ دِل میں کہنے لگا۔

"خالص چاندی کی نالی ہے۔ وزنی بھی ہے۔ اِس کے تین سو روپے تو ضرور مل جائیں گے۔"

وہ خوش خوش اپنی جھونپڑی کی طرف چلنے لگا۔ سامنے سڑک پر پولیس کے دو سپاہی کھڑے تھے۔ چونکہ شہر میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا تھا اِس لیے پولیس رات کو خاص طور پر مشکوک لوگوں پر نظر رکھتی تھی۔ جوں ہی بھنگی پولیس کے سپاہیوں کو سلام کر کے آگے بڑھا۔ ایک سپاہی نے کہا۔



"کہاں جا رہے ہو؟" بھنگی نے بڑی عاجزی سے کہا۔

"سرکار بھنگی ہوں۔ مارکیٹ میں کام ختم کر کے اپنے گھر واپس جا رہا ہوں۔"

دوسرے سپاہیوں نے اس کے کپڑوں کو ٹٹولتے ہوئے کہا۔

"کوئی چیز تو نہیں چھُپا رکھی تُم نے؟"

اور سپاہی کا ہاتھ بھنگی کی قمیص کے نیچے چھُپائے گئے پلوٹونیم بم کی نالی پر پڑا تو اُس نے وہ باہر نکال لی اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔

"یہ کیا ہے؟"

بھنگی بولا۔ "سائیکل کی نالی ہے حضور میرا سائیکل ٹوٹ گیا تھا۔ اُس کی نالی اُتار کر لے جا رہا ہوں۔ کل مرمّت کرواؤں گا۔"

دوسرے سپاہی بھی پلوٹونیم بم کو غور سے دیکھنے لگا۔ اُس نے پہلے سپاہی کو ایک طرف لے جا کر کہا :

"یہ تو کوئی قیمتی دھات کی نالی ہے۔"

دونوں سپاہیوں نے بھنگی کو ڈانٹ ڈپٹ کر وہاں سے بھگا دیا اور نالی یعنی پلوٹونیم بم اپنے پاس رکھ لیا۔ وہ سڑک کے کنارے ٹہل کر ڈیوٹی دے رہے تھے۔ پہلے سپاہی نے کہا :

"خالص چاندی لگتی ہے مُجھے۔ پانچ سو روپے مل جائیں گے۔ آدھے تمہارے آدھے میرے۔"

دوسرا ہنس پڑا۔ "یار آج دیہاڑی خوب لگی۔"

بم کے پھٹنے میں صرف پندرہ منٹ رہ گئے تھے۔ پلوٹونیم بم کی نالی

دوسرے سپاہی نے قمیص کے اندر چھُپا کر رکھ لی تھی۔ پہلا سپاہی اُس کے دو چار قدم کے فاصلے پر بندوق لیے ٹہل رہا تھا۔ یہ شہر کے باہر ایک ویران علاقہ تھا۔ یہاں آبادی کافی دور تھی اور سڑک آگے جھونپڑیوں والے پُل کی طرف جاتی تھی۔

بم کے پھٹنے میں صرف پانچ منٹ رہ گئے تھے۔ اُدھر شارٹی بھی بے صبری سے بار بار مارکیٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اُس کے حساب سے بھی پلوٹونیم بم کے پھٹنے میں صرف پانچ منٹ باقی رہ گئے تھے۔

دونوں سپاہی باتیں کرتے ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ ٹہل رہے تھے۔ بم پھٹنے میں صرف دو منٹ باقی رہ گئے تھے۔ اِن سپاہیوں میں سے کسی کو خبر نہ تھی کہ دو منٹ بعد اُن کے جسموں کے ایسے پرزے اُڑنے والے ہیں کہ اُن کے جسموں کا ایک ذرّہ بھی نہیں مل سکے گا۔ بم کے پھٹنے

میں صرف بیس سیکنڈ رہ گئے تھے۔ پھر دس سیکنڈ رہ گئے۔ اور پھر۔۔۔

ایک روشنی چمکی۔ یہ روشنی ایسی تھی جیسے اچانک سورج ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصّے کے واسطے زمین پر آگیا ہو۔ دونوں سپاہیوں کو کُچھ بھی خبر نہ ہو سکی کہ اُن کے ساتھ کیا ہو گیا ہے۔ وہ کُچھ محسوس کرنے کے لیے زندہ ہی نہیں رہے تھے۔ شاید وہ پلوٹونیم بم کی روشنی کی حرارت سے ہی بھاپ بن کر اُڑ گئے تھے۔ روشنی کے بعد ایک گڑگڑاہٹ کی آواز اُٹھی جیسے اُوپر سے آسمان کا ٹکڑا نیچے گر پڑا ہو۔ سات میل کے علاقے میں زلزلہ آگیا اور عمارتیں ایک دوسرے سے ٹکرا کر ملبے کا ڈھیر ہو گئیں اور سینکڑوں لوگ اس ملبے میں کوئی آواز نکالے بغیر دب کر مر گئے۔ جہاں دونوں سپاہی کھڑے تھے وہاں ایک بہت بڑا اور کئی فِٹ گہرا گڑھا پڑ گیا اور نیچے سے کھولتا ہوا پانی باہر نکل آیا۔

سُپر مارکیٹ سے کُچھ فاصلے پر خلائی قاتل شارٹی اپنی گھڑی پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔ جب دو گھنٹے گزر گئے تو چکا چوند کر دینے والی چمک نے رات کے تاریک آسمان کو سفید کر دیا۔ گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی کُچھ دھما کے سُنائی دیے ۔ شارٹی بڑا خوش ہوا کہ بم ٹھیک وقت پر پھٹا۔ مگر دوسرے لمحے اُس نے جب دیکھا کہ سُپر مارکیٹ ویسے کی ویسی ہی تھی اور اُس کا کُچھ بھی نہیں بگڑا تھا تو وہ حیرت میں ڈوب گیا کہ یہ کیسے ہو گیا۔ بم ضرور پھٹا تھا مگر وہ سُپر مارکیٹ کے نیچے نہیں پھٹا تھا بلکہ کسی دوسری جگہ پھٹا تھا۔ اس نے ٹیکسی پکڑی اور اس علاقے میں پہنچا جہاں کہرام مچا ہوا تھا۔ پولیس اور ریڈ کراس کے آدمی زخمیوں کو ملبے سے نکال رہے تھے۔ ہر طرف چیخ و پکار تھا۔ دو میل کے اندر اندر سارے درخت جل گئے تھے۔ سارے بجلی کے تھمے پگھل گئے تھے۔ زمین سیاہ پڑ گئی تھی۔ جہاں بم پھٹا تھا اس

جگہ سے پانی اُبل رہا تھا۔ شارٹی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اُس نے تو بم سُپر مارکیٹ کے نیچے گٹر کی دیوار میں لگایا تھا۔ وہاں سے یہ بم اِس جگہ کیسے آ گیا۔ اِسے یہاں کون لے آیا۔ یہ معمّہ وہ حل نہ کر پایا تھا۔ بہر حال اُسے اطمینان ضرور تھا کہ بم نے پھٹ کر کافی تباہی مچائی تھی۔ وہ وہاں سے واپس اپنے قلعے والے تہہ خانے میں آ گیا۔ اس نے آتے ہی وائرلیس پر مارگن سے رابطہ پیدا کرنے کی کوشش کی، مگر دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ مارگن کو جیل کے تہہ خانے میں بند کرنے سے پہلے اُس کی تلاشی لے کر انسپکٹر شہباز نے خلائی گن اور چھوٹا ٹرانسمیٹر اور پلوٹونیم بم کی بٹن نما گولیاں برآمد کر کے اپنے پاس رکھ لی تھیں۔

شارٹی اس نتیجے پر پہنچا کہ مارگن سے ریڈیو ٹرانسمیٹر پولیس نے چھین لیا ہو گا اب اس نے مارگن کو جیل سے بھگا لانے کا فیصلہ کر لیا۔ سب سے پہلے

اُسے یہ معلوم کرنا تھا کہ مارگن کو کس جگہ رکھا گیا ہے۔ دوسرے دِن صُبح ہوئی تو شارٹی نے ایک فقیر کا حُلیہ بنایا اور قلعے سے باہر آ کر ریت کے ٹیلوں میں کسی سانپ کو تلاش کرنے لگا۔ یہ سانپ اُس کے منصوبے کا حصّہ تھا۔ جو منصوبہ اس نے تیّار کیا تھا اس کے لیے ایک سانپ کی بڑی ضرورت تھی۔ یہ ایک ویران علاقہ تھا اور وہاں دِن کے وقت اکثر سانپ رینگتے دیکھے جاتے تھے۔ شارٹی کی نظر ایک سانپ پر پڑی جو خُشک جھاڑی میں سے نکل کر ریت پر رینگتا دوسری جھاڑی کی طرف جا رہا تھا۔ شارٹی نے لپک کر سانپ کو پکڑ لیا۔ سانپ نے فوراً گردن گھُما کر شارٹی کی کلائی پر ڈس دیا۔ یہ بڑا زہریلا سانپ تھا، مگر شارٹی پر سانپ کے زہر کا کوئی اثر نہ ہوا۔ شارٹی نے سانپ کا مُنہ کھولا اور اُس کے اُوپر کے دانتوں کے نیچے جو زہر کی تھیلی تھی اُسے نوچ کر نکالا اور باہر پھینک دیا۔ پھر سانپ کو تھیلی

میں ڈال کر جیب میں ڈالا اور شہر کراچی کو جانے والی سڑک پر آ گیا۔ یہاں سے وہ بس میں سوار ہوا اور بڑے جیل خانے کے پیچھے جو سڑک گزرتی تھی وہاں اُتر گیا۔

سامنے پان کا ایک کھوکھا تھا۔ شارٹی فقیروں کے لباس میں تھا اور سب لوگ اسے فقیر درویش ہی سمجھ رہے تھے۔ شارٹی پان کے کھوکھے کے پاس آ کر کُرسی پر بیٹھ گیا اور حق اللہ کا نعرہ لگا کر کھوکھے والے سے بڑی رُعب دار آواز میں کہا:

"لا بیٹا ایک پان کِھلا۔ تیری روزی میں بڑی برکت ہوگی۔"

ہمارے ہاں اکثر لوگ وہمی ہوتے ہیں اور جھُوٹے فقیروں کے چکّروں میں پھنسے رہتے ہیں اور یُوں اللہ کے گناہ گار بھی ہوتے ہیں اور نقصان بھی اُٹھاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کا دامن پکڑنا شِرک ہے

اور شِرک اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گُناہ ہے۔ رازق صرف اللہ کی ذات پاک ہے اور اسی سے ہر دم دُعا کرنی چاہیے۔

پان والے پر بھی فقیر شارٹی کا رُعب بیٹھ گیا۔ اُس نے بڑے ادب سے شارٹی کو پان پیش کیا۔ شارٹی اس سے کوئی خدمت کروانے نہیں آیا تھا۔ اسے ایک بات پوچھنی تھی۔ چنانچہ اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد شارٹی نے پان والے سے پوچھا:

"کیوں بھائی اِس جیل کا جو داروغہ ہے وہ بھی جیل کے اندر ہی رہتا ہے؟"

پان والا بولا۔ "حضور! جیل کے داروغے کو جیلر کہتے ہیں اور وہ جیل کے اندر تو نہیں رہتا، لیکن اُس کی کوٹھی جیل کے ساتھ ہی ہے۔ کیوں آپ اُس کے پاس جانا چاہتے ہیں۔ سرکار وہ بڑا ظالم ہے۔ کسی کی نہیں سُنتا۔"

شارٹی اٹھا اور بولا :

"بھائی ہم نے یونہی پوچھ لیا تھا۔ ہمیں کسی جیلر سے کیا لینا دینا۔ ہم تو فقیر آدمی ہیں۔"

یہ کہہ کر شارٹی سڑک پر چلتا دوسری طرف نکل آیا جِدھر جیل کا سب سے بڑا گیٹ تھا۔ وہ گیٹ کے سامنے رُکا نہیں بلکہ آگے نکل گیا۔ جیل کے آگے ایک کوٹھی کا دروازہ تھا جس پر جیلر کا نام وغیرہ لکھا ہوا تھا۔ کوٹھی کے پیچھے باغیچے میں سے ایک عورت کی آواز آرہی تھی جو کسی بچّے کو بُلا رہی تھی۔ شارٹی جھُک کر چلتا کوٹھی کی پچھلی دیوار کے پاس آیا اور ذرا سا سر اُٹھا کر دیکھا۔ جیلر کی کوٹھی کے پیچھے باغیچے میں ایک چھ سات سال کا لڑکا سائیکل چلا رہا تھا اور ایک نوکرانی اُسے بلا رہی تھی کہ چلو اسکول جانے کا وقت ہو گیا ہے۔

شارٹی کے لیے یہ سنہری موقع تھا۔ باغیچہ زیادہ بڑا نہیں تھا۔ اس نے تھیلی میں سے کالا سانپ نکالا اور لڑکے کی طرف اچھّال دیا۔ سانپ باغیچے میں کرتے ہی گھبرا کر ایک طرف کو بھاگا۔ سامنے لڑکا آگیا۔ اُس نے لڑکے کو کاٹ لیا۔ نوکرانی نے یہ دیکھا تو چیخ مار کر سانپ سانپ کہتی اندر کو دوڑی۔ لڑکے نے سانپ کو کاٹتے دیکھ لیا تھا۔ وہ رونے لگا۔ اندر سے لڑکے کا جیلر باپ اور اس کی بیوی گھبرائے ہوئے نکلے اور لڑکے کو اندر لے گئے۔ ٹھیک اُسی لمحے شارٹی نے جو ایک فقیر کے بھیس میں تھا۔ دروازے کی گھنٹی بجائی۔ نوکر نے کہا :

"اللہ کے لیے معاف کرو بابا یہاں اپنی مُصیبت پڑی ہے۔ بچّے کو سانپ نے کاٹ لیا ہے۔"

شارٹی نے بُلند آواز میں کہا :

"میں سانپ کے کاٹے کا منتر جانتا ہوں۔ مجھے اندر لے چلو۔"

اُسی وقت شارٹی کو اندر لے جایا گیا۔ جیلر اور اس کی بیوی کے رنگ اُڑے ہوئے تھے۔ حالانکہ سانپ میں زہر نہیں تھا۔ مگر بچّے پر نفسیاتی اثر ہوا تھا اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ شارٹی نے یونہی کُچھ پڑھ کر جہاں سانپ نے دانت مارے تھے وہاں پھونک ماری اور کہا:

"سانپ کا اثر ختم ہو گیا ہے۔ آنکھیں کھولو بیٹا۔"

پھر اس نے گرم دودھ منگوا کر بچّے کو پلایا۔ بچّہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ وہ تو پہلے ہی ٹھیک تھا۔ جیلر اور اس کی بیوی تو شارٹی کے گرویدہ ہو گئے۔ شارٹی نے باغیچے میں آ کر کالے سانپ کو بھی پکڑ کر ہلاک کر دیا۔ شارٹی کی خدمت شروع ہو گئی۔ اس کے سامنے چائے اور مٹھائیاں رکھی گئیں۔ شارٹی نے کہا:

"جیلر صاحب! یہ سانپ جس نے آپ کے لڑکے کو کاٹا تھا نہ تھا۔ اب اس کی مادہ آئے گی اور آپ کے لڑکے کو کاٹنے کی کوشش کرے گی۔"

ماں باپ تو گھبرا گئے۔ شارٹی بولا:

"آپ فکر نہ کریں۔ میں اس کا بندوبست بھی کر دوں گا کہ مادہ سانپ کو کُچل دوں۔ مگر اس کے لیے مُجھے ایک عمل کرنا ہو گا۔"

جیلر جلدی سے بولا: "اللہ کے لیے وہ عمل ضرور کیجیے۔ کسی طرح میرے بچّے کو مادہ سانپ سے محفوظ کر دیں۔ میں آپ کا احسان کبھی نہ بھولوں گا۔"

شارٹی کہنے لگا:

"اِس عمل کے لیے ضروری ہے کہ پانچ سو گز کے اندر اندر یہاں کے سب

سے گہرے تہہ خانے میں بیٹھ کر میں ایک عمل پڑھوں۔ کیا یہاں کوئی ایسا تہہ خانہ مل جائے گا؟"

اِس علاقے میں ایک ہی تہہ خانہ تھا اور وہ جیل کے نیچے بنا ہوا تھا جہاں مارگن قید تھا۔ یہ بات شارٹی کو معلوم تھی۔ جیلر کو اپنے بیٹے کی زندگی کی فکر تھی۔ اس نے کہا:

"ہاں! ایک تہہ خانہ جیل کے نیچے زمین کے اندر بنا ہوا ہے۔ مگر وہاں ایک خطرناک قیدی بند ہے۔"

شارٹی نے کہا:

"خطرناک قیدی سے میرا کوئی سروکار نہیں۔ مُجھے تو ایک کونے میں بیٹھ کر صرف ایک گھنٹہ خاص عمل پڑھنا ہوگا۔"

جیلر کے بچّے کی زندگی کا سوال تھا۔ اس نے شارٹی کو اجازت دے دی مگر ساتھ ہی پہرے پر موجود چاروں سپاہیوں کو بھی اعتماد میں لے لیا اور اُنھیں کہہ دیا کہ وہ کسی سے اِس بارے میں کوئی بات نہ کریں۔ اُس رات اندھیرا ہو جانے کے بعد جیلر شارٹی کو خود جیل کے تہہ خانے میں لے گیا۔ شارٹی نے اپنی خلائی گن لبادے کے اندر چھُپا رکھی تھی۔ شارٹی کے اندر خلائی طاقت ابھی موجود تھی۔ تہہ خانے کا دروازہ کھُلا تو شارٹی نے دیکھا کہ ایک کونے میں مارگن سر جھُکائے بیٹھا تھا۔ وہ پہلے سے کمزور ہو گیا تھا۔ دونوں خلائی آدمیوں کی نظریں ملیں۔ شارٹی نے نظروں ہی نظروں میں مارگن کو تسلّی دی کہ میں تمھیں یہاں سے نکالنے آیا ہوں۔ بس تُم خاموش رہنا۔

جیلر نے مارگن سے کہا:

"یہ فقیر بابا۔ یہاں بیٹھ کر کچھ دُعائیں پڑھیں گے۔ تُم اِن کے عمل میں دخل

نہ دینا۔"

مارگن نے کوئی جواب نہ دیا۔ شارٹی نے جیلر سے کہا :

"جیلر صاحب آپ تشریف لے جائیں اور بالکل فکر نہ کریں۔ میں اپنا عمل پڑھ کر اپنے آپ یہاں سے واپس چلا آؤں گا۔"

جیلر چلا گیا۔ باہر دربان پہرہ دیتا رہا۔ شارٹی نے سارے راستے کا اچھّی طرح سے جائزہ لے لیا تھا۔ جب کوٹھڑی میں وہ اور مارگن اکیلے رہ گئے تو شارٹی نے اپنی خلائی زبان میں سرگوشی میں مارگن کو ساری اسکیم سمجھا دی اور پھر بُلند آواز میں یونہی اپنی زبان کے کُچھ لفظ بار بار دُہرانے لگا۔ کوٹھڑی کے باہر جو سپاہی پہرہ دے رہا تھا اس کے ہاتھ میں اسٹین گن تھی۔ تھوڑی دیر تو وہ شارٹی کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اسٹول پر بیٹھ گیا اور اُدھر سے توجّہ ہٹا لی۔

دس پندرہ منٹ تک یونہی خلائی الفاظ بولنے کے بعد شارٹی نے مارگن سے کہا :

"میں ایکشن شروع کرنے والا ہوں۔ تیّار ہو جاؤ۔"

شارٹی اپنی جگہ سے اٹھا اور کوٹھڑی کے دروازے کی سلاخوں کے پاس آ گیا۔ سپاہی نے پوچھا :

"کیا چاہیے سائیں جی؟"

شارٹی اس دوران خلائی گن نکال چکا تھا۔ اس نے کہا : "ٹائم کیا ہوا ہے؟"

سپاہی نے اپنی کلائی کی گھڑی پر وقت دیکھنے کے لیے سر جھُکایا ہی تھا کہ شارٹی نے اُس پر فائر کر دیا۔ خلائی گن میں سے کوئی آواز نہ نکلی۔ صرف نیلی شُعاع نکل کر سپاہی کے جسم سے ٹکرائی اور وہ وہیں بھسم ہو گیا۔

شارٹی نے دوسرا فائر لوہے کی سُلاخوں کے دروازے پر کیا۔ تالہ پِگھل گیا۔ دروازہ کھول کر شارٹی اور مارگن تہہ خانے سے نکل آئے۔ وہ زینے کی طرف بڑھے۔ چھت میں صرف ایک کمزور روشنی والا بلب ہی روشن تھا۔ شارٹی نے آہستہ سے مارگن سے کہا :

"اوپر دو سپاہی پہرہ دے رہے ہیں۔ مگر میں اُنہیں آسانی سے سنبھال لوں گا۔"

شارٹی خلائی گن ہاتھ میں لیے آگے آگے تھا۔ مارگن اُس کے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ زینے کے اُوپر دونوں سپاہی آمنے سامنے بیٹھے پہرہ دے رہے تھے۔ شارٹی نے مارگن کو پیچھے رکھا، خود آگے جا کر سپاہیوں سے کہا :

"ذرا نیچے آنا۔ تمہارے ساتھی پہرے دار کو کُچھ ہو گیا ہے۔ وہ بے ہوش پڑا ہے۔"

دونوں سپاہی جلدی سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے اسٹین گنیں سنبھال لیں۔ ایک سپاہی نے دوسرے سے کہا :

"تُم نیچے جاکر دیکھو۔"

دوسرا سپاہی نیچے زینے میں آگیا۔ شارٹی پیچھے پیچھے تھا۔ مارگن اندھیرے میں ایک طرف چھُپ گیا تھا۔ جُونہی وہ تہہ خانے کی کوٹھڑی کی طرف بڑھا پیچھے سے شارٹی نے اُس پر فائر کر کے اسے بھی وہیں بھسم کر دیا۔ پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اُوپر آگیا۔ اور فائر کر کے اُوپر والے تیسرے سپاہی کو بھی ہلاک کر ڈالا۔ سامنے ایک طویل برآمدہ تھا۔ شارٹی اور مارگن برآمدے میں سے تیزی سے گزر گئے۔ اچانک ایک پہرے دار نے اُنہیں دیکھ لیا۔ وہ خطرے کی گھنٹی بجانے ہی والا تھا کہ شارٹی کی خلائی گن نے اُسے بھی وہیں ڈھیر کر دیا۔ وہ جیل کی پچھلی دیوار کی طرف دوڑے جہاں دیوار کافی اونچی

تھی۔ مگر شارٹی کی خلائی طاقت کمزور نہیں پڑی تھی۔ اُس پر خلائی ناطاقتی کا ابھی حملہ نہیں ہوا تھا۔ جبکہ مارگن ایک عام انسانی مخلوق کی طرح کمزور ہو گیا تھا۔ مارگن نے شارٹی سے کہا:

"یہ دیوار کیسے پھاندیں گے؟"

شارٹی بولا۔ "میرے اندر ابھی کُچھ خلائی طاقت موجود ہے مارگن۔ میرے ساتھ آؤ۔"

دونوں دیوار کے نیچے جا کر کھڑے ہو گئے۔ شارٹی نے مارگن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑا اور سانس کو روک کر اپنے پھیپھڑوں پر اتنا دباؤ ڈالا کہ وہ زمین سے بُلند ہو گیا۔ مارگن بھی اُس کے ساتھ ہی زمین سے اُٹھنے لگا۔ وہ دیوار کے اُوپر آ گئے۔ پھر دوسری طرف اُتر گئے۔ دوسری طرف اندھیرا تھا۔ دونوں دوڑ کر شہر سے باہر جانے والی کچّی سڑک پر آ گئے۔ یہاں اُنہیں

ایک گاڑی پیچھے سے آتی نظر آئی۔ شارٹی نے اسے ہاتھ دیا۔ گاڑی رُک گئی۔ یہ ایک ٹیکسی تھی۔ ڈرائیور نے پوچھا:

"کہاں جاتا ہے؟"

شارٹی نے ڈرائیور کو گردن سے پکڑ کر باہر کھینچا تو وہ بے ہوش ہوگیا۔ دونوں خلائی آدمی ٹیکسی میں بیٹھ گئے اور ٹیکسی شہر سے باہر پرانے قلعے کی طرف روانہ ہوگئی۔ شارٹی بڑی تیز رفتاری سے گاڑی چلا رہا تھا۔ دریا کے پُل پر آکر اُنھوں نے ٹیکسی دریا میں پھینک دی اور ویران میدان میں سے پیدل گزرتے پرانے قلعے میں پہنچ گئے۔ تہہ خانے میں آکر مارگن بولا:

"ابھی تک میری خلائی طاقت واپس نہیں آئی۔ تمہاری طاقت ابھی تک موجود ہے۔ یہ اچھّی بات ہے۔ مگر ہمیں اپنی خلائی طاقت کو قائم رکھنے

کے لیے کوئی طریقہ سوچنا پڑے گا ورنہ ہم اس دُنیا کو تباہ کرنے کی بجائے خود تباہ ہو جائیں گے۔"

شارٹی نے کہا، "ہماری برازیل والی لیبارٹری میں کُچھ ایسے آلات موجود ہیں جِن کی مدد سے ہم اپنی خلائی طاقت کم از کم ایک سال تک قائم رکھ سکتے ہیں۔"

مارگن بولا۔ "ٹھیک ہے۔ ہم واپس برازیل جائیں گے۔"

اُنھوں نے برازیل جانے کا فیصلہ کرلیا۔

عمران کی زندہ لاش

مارگن نے شارٹی سے پوچھا :

"رات ایک خوفناک دھماکے کی آواز آئی تھی۔ کیا تُم نے سپر مارکیٹ کو اُڑا دیا؟"

شارٹی نے کہا۔ "میں نے پلوٹونیم بم کا راڈ سُپر مارکیٹ کے نیچے گٹر میں لگایا تھا۔ ہم ٹھیک وقت پر پھٹا مگر وہ سُپر مارکیٹ سے کئی میل دور ایک



ویرانے میں پھٹا جس سے زیادہ نقصان نہیں ہوا۔ میری سمجھ میں ابھی تک یہ بات نہیں آئی کہ یہ بم وہاں سے نکال کر ویرانے میں کون لے گیا۔"

مارگن بولا۔ "کوئی بات نہیں۔ برازیل سے واپسی پر ہم سارا حساب چُکا دیں گے۔ میرے فرار کا پولیس کو علم ہو گیا ہو گا۔ پولیس نے شہر کی ناکہ بندی کر دی ہو گی اور ائیر پورٹ پر تو خاص طور پر پولیس موجود ہو گی۔ یہ لوگ میری شکل سے بھی واقف ہو گئے ہیں۔"

شارٹی بولا۔ "تُم فکر نہ کرو۔ میرے پاس ابھی خلائی طاقت ہے۔ ہم یہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

باقی کی رات وہ اس پر غور کرتے رہے کہ کس طریقے سے کراچی سے باہر نکلا جائے۔ آخر اُنھوں نے ایک اسکیم تیّار کر لی۔ اسی رات مُنہ اندھیرے مارگن اور شارٹی اپنی کمیں گاہ سے نکل کر ساحلِ سمندر کی طرف

روانہ ہو گئے۔ وہاں سے پندرہ میں میل دور سمندر کے جنوبی ویران
کنارے پر ماہی گیروں کی کُچھ کشتیاں موجود تھیں۔ وہ ایک کشتی میں سوار
ہوئے اور اسے سمندر کی طرف لے چلے۔ چپّو چلاتے وہ کشتی کو کھُلے سمندر
میں لے آئے۔ دِن کافی نکل آیا تھا۔ دوپہر تک وہ کھُلے سمندر میں کشتی
چلاتے رہے۔ کشتی سمندر کی لہروں پر بہتی چلی گئی۔ تیسرے پہر جب سورج
غروب ہو رہا تھا تو اُنہیں ایک بحری جہاز سمندر میں شمال مغرب کی طرف
جاتا دِکھائی دیا۔ وہ کسی ایسے ہی بحری جہاز کی تلاش میں تھے۔ شارٹی نے
اپنی خاص خلائی طاقت سے کام لے کر کشتی کو اتنی تیزی سے چلایا کہ
تھوڑی دیر بعد کشتی بحری جہاز کے قریب آگئی۔ یہاں آتے ہی شارٹی اور
مارگن نے یوں آواز دینا اور ہاتھ ہلانے شروع کر دیئے جیسے اُنہیں مدد
چاہیئے۔ بحری جہاز کے کپتان نے اُنہیں دیکھا تو یہی سمجھا کہ دو ماہی گیر

سمندر میں بھٹک گئے ہیں۔

اُس نے جہاز کو رُکنے کا حُکم دیا اور شارٹی اور مارگن کو رسّیوں کی مدد سے اُوپر کھینچ لیا۔ مارگن نے ایک فرضی کہانی سُنا دی کہ کس طرح وہ مچھلیاں پکڑنے سمندر میں نکلے اور ایک زبردست لہر اُنہیں کھُلے سمندر میں لے آئی۔ جہاز کے کپتان نے کہا:

"ہم بصرہ جا رہے ہیں۔ ہاں پہنچ کر تمہیں محکمے کے آدمیوں کے حوالے کر دیا جائے گا جو تمہیں واپس پاکستان پہنچا دیں گے۔"

مارگن نے دِل میں کہا تُم ہمیں بصرہ تو پہنچا دو۔ باقی ہم خود سنبھال لیں گے۔ بصرہ پہنچ کر کپتان نے شارٹی اور مارگن کو بصرہ کسٹم پولیس کے حوالے کر دیا۔ مارگن نے یہاں بھی وہی فرضی کہانی دُہرا دی۔ کسٹم والوں نے کہا:

"تُم فکر نہ کرو۔ ہم تمہیں یہاں پاکستان کے سفارتی نمائندے کے حوالے کردیں گے۔ وہ تمہاری واپسی کا انتظام کردے گا۔"

بصرہ کسٹم پولیس کے افسر نے شارٹی اور مارگن کو ایک کمرے میں بِٹھا دیا اور خود دوسرے کمرے میں جا کر پاکستانی سفارتی نمائندے کو فون کرنے لگا۔

شارٹی نے مارگن سے کہا۔ "اب ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔"

کمرے میں ایک کھڑکی تھی جو پیچھے کھُلتی تھی۔ وہ اطمینان سے اُٹھے اور باری باری کھڑکی سے دوسری طرف کُود گئے۔ دوسری طرف کُچھ ٹرک کھڑے تھے۔ وہ چند ایک قدم آہستہ آہستہ چلتے گئے۔ پھر بھاگ کر بڑی سڑک پر آ گئے۔ ان کے پاس رقم نہیں تھی، مگر شارٹی اپنی خلائی طاقت سے سب کُچھ حاصل کر سکتا تھا۔ بصرہ شہر میں وہ ایک بڑے ہوٹل میں

آئے اور یوں ہوٹل کے لاؤنج میں آ کر بیٹھ گئے جیسے بڑے امیر لوگ ہوں اور ان کے پاس کافی رقم موجود ہے۔ اچانک مارگن کو ایک جھٹکا لگا۔ وہ بولا، "شارٹی! میری خلائی طاقت واپس آ رہی ہے۔"

اور دوسرے لمحے ہی وہ غائب ہو چکا تھا۔

شارٹی نے پوچھا:

"مارگن کیا تُم اِسی جگہ ہو۔"

مارگن نے خُوشی بھرے لہجے میں کہا:

"ہاں شارٹی! میں تمہارے پاس ہی بیٹھا ہوں۔ میری طاقت واپس آ گئی ہے۔ اب ہمیں کوئی فکر نہیں۔ ہم آسانی سے برازیل اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا فارمولا تیّار کیا جائے کہ ہماری خلائی

طاقت کم از کم ایک برس کے لیے ہم سے جدا نہ ہو۔"

شارٹی بولا۔ "کوئی نہ کوئی فارمولا ڈھونڈ لیں گے۔ اب تُم کسی طریقے سے ڈالر پیدا کرو کیونکہ ہوائی جہاز کے ٹکٹ تو ضرور خریدنے ہوں گے۔ پاسپورٹ تو میرے پاس موجود ہے اس پر مُستقل ویزا بھی لگا ہوا ہے۔"

مارگن نے کہا۔ "تُم اِسی جگہ بیٹھو۔ میں ڈالر پیدا کر کے ابھی آتا ہوں۔"

مارگن کسی کو نظر تو آتا نہیں تھا۔ اِس کے لیے کسی سے بھی رقم اُڑانا کوئی مُشکل بات نہیں تھی۔ مارگن وہاں سے نکل کر شہر کی مارکیٹ میں آ گیا۔ یہاں اس کی نظر ایک بینک کی عمارت پر پڑی۔ وہ بینک کے اندر آ گیا۔ بینک میں لوگ روپیہ وغیرہ جمع کروا رہے تھے۔ کُچھ لوگ رقم نکلوا بھی رہے تھے۔ مارگن خزانچی کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ خزانچی کی کرنسی کے پاس دو صندوق نوٹوں سے بھرے پڑے تھے۔ اُن میں امریکی ڈالر بھی

تھے اور اِس مُلک کی کرنسی کے نوٹ بھی تھے۔ مارگن نے بڑے آرام سے ہاتھ بڑھا کر امریکی ڈالروں کی ایک گڈّی اُٹھائی اور خاموشی سے باہر آ گیا۔ شارٹی ہوٹل کے لاؤنج میں بیٹھا اُس کا انتظار کر رہا تھا۔ مارگن نے قریب آ کر کہا :

"میں ڈالر لے آیا ہوں۔ اب جلدی سے سیٹ بُک کروا کر کسی پہلی پرواز میں اس شہر سے نکل چلو۔"

شارٹی نے ڈالر اپنی جیب میں سنبھال کر رکھ لیے اور ٹیکسی پکڑ کر برٹش ائیر لائنز کے دفتر میں آ گیا۔ یہاں اُنہیں اگلے روز کی پرواز میں برازیل تک کے لیے ٹکٹ مل گیا۔ اگلے روز مارگن اور شارٹی دونوں بصرہ ائیر پورٹ سے برٹش ائیر ویز کے جہاز میں سوار ہو کر برازیل کی طرف روانہ ہو گئے۔

اِدھر جب مارگن کے جیل سے فرار کی خبر انسپکٹر شہباز اور تانیا کو ملی تو وہ

سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ تانیا نے کہا : "اب مارگن پہلے سے زیادہ غضبناک ہو کر حملہ کرے گا۔ ہمیں زبردست احتیاط کی ضرورت ہے۔ کاش اس وقت گارشا ہمارے پاس ہوتی۔"

انسپکٹر نے کہا : "عمران اور شیبا بھی تو نہیں ہیں۔ اللہ جانے وہ اس وقت کہاں ہوں گے؟"

چلیے ہم پتا کرتے ہیں کہ گارشا، عمران اور شیبا کِس عالم میں ہیں۔ ہم نے خلائی لڑکی گارشا کو قدیم زمانے کے فرعونِ مِصر کفرو کے اہرام کے باہر چھوڑا تھا۔ عمران اِس اہرام میں پہلے ہی غائب ہو چکا تھا اور اِس کے بعد شیبا بھی غائب ہو گئی تھی۔ ایک مُردہ عورت عمران کے ہم زاد کا روپ دھار کر شیبا کو اہرام میں لے گئی تھی۔ جہاں اُسے ایک تابوت میں بند کر کے خود غائب ہو گئی تھی۔ اہرام کی ایک کوٹھڑی کے تابوت میں عمران

بے ہوش پڑا تھا۔ دوسری کوٹھڑی کے تابوت میں شیبا بے ہوش پڑی تھی۔ پھر اہرام میں ایک روشنی سی ہوئی جس سے دونوں تابوت روشن ہو گئے اور تابوت کے اندر شیبا اور عمران غائب ہو گئے۔ اِس وقت گارشا اہرام کے باہر سو رہی تھی۔ اُس نے بیدار ہو کر جب دیکھا کہ شیبا اس کے پاس نہیں ہے تو اس نے اس کی تلاش شروع کی، مگر ہزار تلاش کے باوجود شیبا اسے کہیں نہ ملی۔

گارشا قدیم مِصر کے زمانے میں پُراِسرار اہرام کے پاس اکیلی رہ گئی تھی۔ پہلے عمران اور اس کے بعد شیبا بڑے پُراِسرار انداز میں غائب ہو گئے تھے۔ گارشا کوئی معمولی لڑکی نہیں تھی، وہ خلائی مخلوق تھی اور بے حد ذہین سائنس دان بھی تھی۔ یہ بات بھی اُس کے عِلم میں تھی کہ لوگوں نے اس اہرام کے قریب کسی اُڑن طشتری کو خلا سے اُتر کر غائب ہوتے دیکھا

ہے۔ عمران شیبا اور گارشا دراصل اُسی خلائی مخلوق کی کھوج میں اہرام کے پاس آئے تھے۔ خلائی مخلوق کا تو انہیں کُچھ پتا نہ چل سکا، مگر عمران اور شیبا گُم ہو گئے۔

گارشا اہرام سے ہٹ کر ایک ٹیلے کی اوٹ میں چھُپ گئی تھی۔ اُس کی نظریں اہرام پر جمی تھیں۔ وہ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ اہرام میں کوئی عجیب و غریب مخلوق تو نہیں رہتی؟ جِن، بھُوتوں اور بد روحوں کی وہ قائل نہیں تھی۔ دِن نکل آیا۔ صحرا میں چاروں طرف دھوپ پھیل گئی۔ روشنی ہی روشنی ہو گئی مگر اہرام میں سے کوئی پُراِسرار مخلوق باہر نہ آئی۔ گارشا گہری سوچ میں ڈوب گئی۔ اگرچہ وہ سینکڑوں سال پرانے قدیم مِصر کے زمانے میں آ گئی تھی، لیکن اس کے باوجود اُس کی خلائی طاقت نے اس کا ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ گارشا نے کراچی کی ایٹمی لیبارٹری میں

ہی اپنے اُوپر ایک ایسا عمل کر لیا تھا جس کے اثر سے اُس کی خلائی طاقت ضائع ہونے سے رُک گئی تھی۔ وہ غائب تو نہیں ہو سکتی تھی، مگر جو محلول اُس نے اپنی آنکھوں میں ڈال رکھا تھا اس کی وجہ سے وہ کسی بھی غیبی مخلوق کو دیکھ سکتی تھی۔

گارشا نے ایک بار پھر کوشش کی مگر اُسے اہرام کے اندر جانے کا کوئی راستہ نہ ملا۔ پہلے جو شگاف اُسے دکھائی دیا تھا اب وہ بھی بند ہو گیا تھا اور پتھرّ کی اتنی بڑی سِل سامنے آ گئی تھی کہ گارشا اپنی پوری طاقت کے باوجود اُسے اپنی جگہ سے ذرا سا بھی نہ ہلا سکی تھی۔ اتنا گارشا کو اندازہ ہو گیا تھا کہ یہاں آس پاس کوئی خارجی مخلوق ضرور اُترتی ہے اور اُس خلائی حقوق نے شیبا اور عمران کو اغوا کیا ہے، مگر اب اہرام کے پتھرّوں سے خلائی تابکاری کی لہریں بھی نہیں نکل رہی تھیں۔ اِس کے باوجود گارشا پریشان

نہیں تھی۔ خلائی مخلوق پریشان نہیں ہوا کرتی۔ اور گارشا ایک ذہین عقل مند اور بہادر خلائی لڑکی تھی۔

گارشا کو دِل میں یقین تھا کہ عمران اور شیبا اس سے وقتی طور پر الگ ہوئے ہیں اور بہت جلد کسی نہ کسی جگہ اُسے دوبارہ مِل جائیں گے۔ گارشا نے اہرام کا خیال دِل سے نکال دیا اور صحرا میں اُس راستے پر چلنے لگی جو کہ قدیم مِصری شہر کی طرف جاتا تھا۔ قدیم مِصر کا یہ شہر کافی بڑا تھا۔ سڑکیں کشادہ تھیں۔ عمارتیں لکڑی اور مٹّی سے بنی تھیں اور چار چار منزلہ اُونچی تھیں۔ قدیم مِصری عورتیں اور مرد پرانی وضع کے لباس میں آ جا رہے تھے۔ ایک امیر زادی کی سواری گُزری۔ غلاموں نے ڈولی اُٹھا رکھی تھی۔ امیر زادی قیمتی ریشمی لباس پہنے بڑی شان سے بیٹھی تھی۔ اِس کے بعد کُچھ سپاہی گھوڑوں پر سوار گزر گئے۔ کسی نے گارشا کی طرف توجّہ نہ دی۔

گارشا چلتے چلتے شہر کے باہر نکل آئی۔ یہاں اسے ایک اونچی چھت والے ہال کمرے کا احاطہ نظر آیا جس میں زمین پر سفید چادروں میں لپٹی دس بارہ لاشیں پڑی تھیں۔ لاشوں کے چہرے کھُلے تھے۔ اِس کمرے کی چھت میں سے دھواں نکل رہا تھا۔ گارشا کو حیرانی ہوئی کہ یہاں لاشوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ ہو سکتا ہے کہ لاشوں کو جلایا جا رہا ہو۔ ایک مِصری غُلام بڑا سا برتن لیے اندر جانے لگا تو گارشا نے اُس سے پوچھا۔

"کیوں بھائی۔ یہاں لاشوں کو جلایا جا رہا ہے کیا؟" غُلام نے گارشا پر ایک نظر ڈالی اور بولا:

"کیا تُم نہیں جانتیں کہ یہاں لاشوں کو حنُوط کیا جاتا ہے۔ اِن کی ممّی بنائی جاتی ہے۔ یہ غریبوں کی لاشیں ہیں۔"

یہ کہہ کر غُلام ہال کمرے میں چلا گیا اور اس کا بڑا دروازہ بند ہو گیا۔ گارشا

احاطے میں آ گئیَ اور یونہی اُس کی نظر لاشوں کی طرف اُٹھ گئیَ۔ وہ ایک دم سے چونکی۔ اِن لاشوں میں دو لاشیں عمران اور شیبا کی ہی تھیں۔ گارشا اُن کی طرف لپکی۔ عمران اور شیبا کے چہرے مُردوں کی طرح زرد ہو چکے تھے اور اِن کے جسم سفید چادروں میں لپٹے ہوئے تھے، صرف مُنہ کھُلے تھے۔ گارشا نے اِدھر اُدھر دیکھا اور عمران کی لاش کو اُٹھانے لگی۔ اُسے معلوم تھا کہ اگر اِن کی لاشیں وہاں سے نہ ہٹائی گئیں تو تھوڑی دیر بعد اِن کی چیر پھاڑ کر کے اِن کے جِسموں کو حنُوط کر کے اِن کی ممّیاں بنا دی جائیں گی۔

جُونہی گارشا نے عمران کی لاش کو ہاتھ لگایا۔ ہال کمرے کا دروازہ کھُلا اور چار ہٹےّ کٹےّ حبشی غُلام باہر نکلے۔ اُنھوں نے ایک عورت کو لاش اُٹھاتے دیکھا تو دوڑ کر گارشا کے پاس آ گئےَ۔ دو غُلاموں نے گارشا کو اُٹھا کر احاطے کے باہر پھینک دیا۔ گارشا خلائی مخلوق ضرور تھی مگر وہ ہٹےّ کٹےّ

غُلاموں کا اکیلی مُقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ اُس کے پاس کوئی خلائی گن بھی نہیں تھی۔ وہ اِن غُلاموں کی گردن کی ایک خاص رگ پر اُنگلی رکھ کر اُنہیں بے ہوش ضرور کر سکتی تھی، مگر حبشی غُلام اُسے نزدیک کیسے آنے دیتے۔

گارشا کے دیکھتے دیکھتے حبشی غُلاموں نے دوسری دو لاشوں کے ساتھ عمران اور شیبا کی لاشیں بھی اُٹھا کر کندھوں پر ڈالیں اور ہال کمرے میں لے گئے۔ اس سے پہلے کہ گارشا دوڑ کر اُن کے پاس جاتی، ہال کمرے کا بڑا آہنی دروازہ بند ہو چُکا تھا۔ گارشا پہلی بار کُچھ پریشان ہوئی۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اگر اُس نے ہمّت نہ کی تو عمران اور شیبا کی لاشوں کی چیر پھاڑ شروع ہو جائے گی۔ وہ بھاگ کر دروازے پر آئی اور پوری طاقت سے دروازے کو اندر کی طرف دھکیلا۔ دروازہ کھُل گیا۔ اندر فرش پر لاشیں

رکھی تھیں۔ ایک بہت بڑے کڑھاؤ میں کوئی چیز پک رہی تھی جس کی تیز بُو پھیلی ہوئی تھی۔ تین آدمی ایک لاش کے پیٹ کو چاک کر کے اُس کی آنتیں نکل رہے تھے۔ گارشا کو دیکھتے ہی یہ لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے۔

"کون ہے یہ عورت؟"

مُردہ گھر کے چیف نے گرج کر پوچھا۔ گارشا نے کہا:

"یہ دو لاشیں میرے بھائی بہن کی ہیں۔ میں اُنھیں حنُوط نہیں کرانا چاہتی۔ یہ لاشیں مُجھے واپس دے دو؟"

مُردہ گھر کے چیف حبشی نے غُصّیلی غرّاہٹ کے ساتھ کہا۔

"مگر اِن لاشوں کو تو ایک شاہی خادمہ دے گئی ہے اور وزیرِ اعظم کے حُکم سے اُنھیں حنُوط کیا جائے گا۔ بھاگ جاؤ یہاں سے۔"

گارشا نے کہا :

"لیکن یہ مُردہ نہیں ہیں۔ یہ زندہ ہیں۔"

اِس پر سب حبشی غُلام قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

"یہ عورت پاگل ہے۔" مُردہ خانے کے سردار نے کہا۔ "اِسے اُٹھا کر دریائے نیل میں پھینک آؤ۔"

غُلاموں نے گارشا کو اُٹھا لیا اور ڈولی ڈنڈا کر کے دریا کی طرف لے چلے۔ گارشا اِن سے اپنے بازو نہ چھڑا سکی۔ بازو آزاد ہوتے تو وہ کسی غُلام کی گردن پر ہاتھ رکھ کر بے ہوش کرتی۔

ایک غلام نے کہا :

"اِسے اُسی دلدل میں پھینک دو۔ دریا دور ہے۔ دلدل اِسے اپنے آپ

نگل لے گی۔"

بائیں جانب دریائی سرکنڈوں میں دلدلی خطّہ تھا۔ حبشی غُلام بے حس لوگ تھے۔ اُنھوں نے گارشا کو وہیں دلدل میں پھینک دیا۔ دلدل میں گِرتے ہی گارشا نیچے جانے لگی۔ یہ بڑی خطرناک دلدل تھی۔ گارشا باہر نکلنے کی کوشش کرتی تو دلدل اُسے مزید نیچے کھینچ لیتی۔ گارشا کمر تک دلدل میں دھنس گئی۔ اُس نے پورا زور لگا کر اپنے آپ کو باہر نکالنے کی آخری کوشش کی اور وہ گردن تک دلدل میں چلی گئی۔

گارشا سمجھ گئی کہ اب وہ دلدل سے بچ نہیں سکے گی۔ پھر نہ جانے کب تک وہ دلدل میں ہی پڑی رہی۔ جب دلدل اُس کی ٹھوڑی تک آ گئی تو اس کے کانوں میں ایک آواز آئی:

"گھبراؤ نہیں۔ میں تمھاری مدد کروں گی۔"

گارشا نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ اُسے وہاں کوئی عورت نہ نظر آئی مگر آواز ایک عورت کی تھی اور لگتا تھا کہ اِس عورت نے قریب سے آواز دی ہے۔ اِس کے ساتھ ہی کسی کا ہاتھ اُس کے کندھے پر پڑا اور اِن ہاتھوں نے گارشا کو دلدل سے کھینچ لیا۔ گارشا سوکھی زمین پر بیٹھی حیران ہو رہی تھی کہ یہ غیبی ہاتھ کہاں سے اُس کو بچانے کے لیے آ گئے۔ اُس نے پوچھا۔

"تُم کون ہو؟ تُم نظر کیوں نہیں آتی ہو؟"

گارشا کو اِس بات پر بھی تعجّب تھا کہ جب اُس نے اپنی آنکھوں میں خلائی محلول کے قطرے ڈال رکھے ہیں پھر بھی اُسے یہ غیبی عورت دکھائی کیوں نہیں دے رہی۔ جواب میں غیبی عورت نے کہا۔

"میرا نام ماریا ہے۔ میں اِدھر سے گُزر رہی تھی کہ تمہیں دلدل میں ڈوبتے دیکھا۔ بس تمہیں بچا لیا۔"

"مگر تُم دکھائی کیوں نہیں دیتی؟ کیا تُم کسی دوسرے سیّارے کی مخلوق ہو؟"

گارشا نے دوسرا سوال کیا۔

ماریا کی آواز آئی۔ "میں اِسی سیّارے زمین کی مخلوق ہوں لیکن ایک خاص وجہ ہے کہ مُجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ یہ وجہ تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔" چلو۔ سامنے والے چشمے پر جا کر غُسل کر لو۔ تُم کیچڑ میں لت پت ہو رہی ہو۔"

گارشا قریبی چشمے پر آئی اور پانی میں بیٹھ کر کپڑوں سمیت نہانے لگی۔ پھر اچانک بولی:

"ماریا! تُم چلی تو نہیں گئیں؟"

ماریا کی آواز آئی۔ "نہیں۔ میں تمہارے پاس ہی ہوں۔"

گارشا نے اچھّی طرح سے اپنے کپڑے اور چہرہ صاف کیا اور چشمے کے پانی سے باہر نکل آئی۔ وہ ایک پتھرّ پر بیٹھ گئی اور کہنے لگی :

"ماریا! کیا تُم میری مدد کرو گی؟"

"میں نے تمہیں مرنے سے بچا لیا ہے اور کیا مدد کروں؟" ماریا نے جواب دیا۔

گارشا نے کہا :

"تمہارا شکریہ۔ لیکن میں ایک اور مُصیبت میں ہوں۔ میری ایک بہن شیبا اور بھائی عمران زندہ ہیں مگر مُردہ گھر والے اُنہیں مُردہ سمجھ کر حنُوط کرنے والے ہیں۔ اُنہیں بچا لو۔"

ماریا نے پوچھا۔ "اگر وہ زندہ ہیں تو مُردہ گھر والے اُنہیں کس لیے حنُوط کر

رہے ہیں۔ وہاں تو صرف مُردہ لاشوں کی چیر پھاڑ ہوتی ہے۔"

گارشا نے کہا۔ "وہ بے ہوش ہیں ان پر کسی نے جادُو کر دیا ہے۔"

"میرے ساتھ آؤ مُردہ گھر اور مُجھے بتاؤ کہ تمہاری بہن اور بھائی کی لاشیں کون سی ہیں۔ میں مُردہ گھر کی طرف چل رہی ہوں۔"

یہ کہہ کر ماریا مُردہ گھر کی طرف چل پڑی۔ گارشا بھی ایک طرف چلنے لگی۔ ماریا نے مُردہ گھر کے دروازے کو کھول دیا۔ حبشی غُلاموں نے دروازے کی طرف دیکھا اور گارشا کو دیکھ کر حیران ہوئے۔ "اِسے تو ہم نے دلدل میں پھینکا تھا۔ یہ زندہ کیسے بچ گئی؟" ایک غُلام چیخا۔ ماریا نے گارشا کے کان میں کہا:

"مُجھے اپنے بہن بھائی کی لاشیں دکھاؤ۔ تُم اُن پر اُنگلی رکھتی جاؤ۔"

گارشا دوڑ کر دیوار کے ساتھ پڑی لاشوں کی طرف گئی۔ اُس نے شیبا اور عمران کی لاشوں سے اُنگلی لگائی اور باہر کو دوڑی۔ ایک غُلام اُس کے پیچھے آیا۔ گارشا دروازے کے پاس رُک گئی۔ جُونہی غُلام نے اُسے دبوچا۔ گارشا نے اپنے ہاتھ کی اُنگلی حبشی غُلام کی گردن کی ایک خاص رگ سے لگا دی۔ حبشی غُلام تڑپ کر وہیں بے ہوش ہو گیا۔ ماریا یہ سب کُچھ دیکھ رہی تھی۔ اُسے حیرانی ہوئی کہ اِس لڑکی نے اتنے بڑے حبشی غُلام کو کیسے بے ہوش کر دیا۔ ماریا نے شیبا اور عمران کی لاشوں کو اپنے کاندھوں پر ڈالا جس کے ساتھ ہی وہ دونوں بھی نظروں سے اوجھل ہو گئیں کیونکہ ماریا جس چیز کو زمین سے اُٹھا لیتی تھی وہ چیز بھی اُس کے ساتھ ہی غائب ہو جاتی وہ تھی۔

ماریا دونوں لاشوں کو لے کر باہر نکلی۔ گارشا اِس دوران تین حبشی غُلاموں کو بے ہوش کر چُکی تھی۔ باقی غُلام ڈر گئے، اور اُنہوں نے مُردہ گھر کا

دروازہ بند کر دیا۔

اہرام کے تابوت

ماریا نے باہر نکلتے ہی گارشا سے کہا :

"دریا کی طرف آؤ۔"

گارشا نے دریا کی طرف دوڑنا شروع کر دیا۔ ریت کے ٹیلوں کی اوٹ میں آنے کے بعد گارشا نے دوڑنا بند کر دیا۔ اُس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ اُسے ماریا کی آواز آئی :

"میں تمہارے ساتھ ہوں۔ وہ سامنے جو دریا کے کنارے کھجوروں کا جھُنڈ ہے وہاں آ جاؤ۔ تمہارے بہن بھائی کی لاشیں میرے کندھوں پر ہیں۔"

دریا کے کنارے کھجوروں کے جھُنڈ میں آ کر ماریا نے شیبا اور عمران کی لاشوں کو زمین پر رکھ دیا۔ دونوں لاشیں گارشا کو نظر آنے لگیں۔ گارشا نے ماریا کا شکریہ ادا کیا تو ماریا نے اُس کا نام پوچھا۔ گارشا نے اپنا نام بتایا۔
ماریا نے کہا :

"گارشا! تُم نے حبشی غُلاموں کو بے ہوش کیسے کیا؟ تمہارے پاس کوئی طِلسم ہے؟"

گارشا مُسکرائی۔ "ہاں ایک چھوٹا سا طِلسم ہے۔"

پھر شیبا اور عمران کے چہروں کو دیکھا اور ماریا سے کہا :

"ماریا! یہ بے ہوش ہیں۔ کیا یہ کسی طرح ہوش میں نہیں آ سکتے؟"

ماریا نے جواب دیا۔ "تُم اگر بے ہوش کر سکتی ہو تو کیا تمہارے پاس ایسا کوئی طِلسم نہیں کہ جس سے تُم اُنہیں دوبارہ ہوش میں لا سکو؟" گارشا نے سانس بھرا اور بولی:

"کاش! میرے پاس کوئی ایسا طِلسم ہوتا۔"

ماریا نے شیبا اور عمران کی گردنوں پر ہاتھ لگا کر دیکھا۔ اُن کا دِل دھڑک رہا تھا۔ وہ زندہ تھے۔ ماریا نے کہا:

"میرا ایک بھائی ہے جس کا نام تھیوسانگ ہے۔ اُس میں اتنی طاقت ہے کہ وہ جس بے ہوش شخص کی گردن پر اپنی اُنگلی اُلٹی کر کے لگا دے وہ ہوش میں آ جاتا ہے۔ اگر سیدھی لگا دے تو وہ شخص بے ہوش بھی ہو جاتا

ہے اور چھوٹا سا بھی ہو سکتا ہے۔ مگر اُس کے پاس تمہاری طرح کوئی جادُو طِلسم نہیں ہے بلکہ یہ اُس کی اپنی طاقت ہے۔"

"یہ طاقت اُس کے پاس کہاں سے آئی ہے ماریا؟"

ماریا نے کہا۔ "وہ خلائی سیّارے کی مخلوق ہے، مگر ایک عرصہ سے ہماری زمین پر ہمارے ساتھ رہ رہا ہے یہ اس کی خلائی طاقت ہے۔"

گارشا ایک دم چونکی۔ "ماریا کیا تُم سچ کہہ رہی ہو؟"

"ہاں بالکل سچ!" ماریا نے جواب دیا۔ "میں اُس کی تلاش میں مِصر کے اِس شہر میں آئی ہوں۔ اگر مُجھے تھیوسانگ مل گیا تو تُم اُس کی طاقت کا مظاہرہ اپنی آنکھ سے دیکھ لوگی۔ اُس کے تو کان بھی لمبے ہیں۔"

گارشا فوراً سمجھ گئی کہ وہ کسی سیّارے کی مخلوق ہے۔ ماریا نے کہا: مگر

گارشا! تُم نے مُجھے اپنے بارے میں نہیں بتایا کہ تُم کون ہو اور تمہارے یہ بہن بھائی کیسے بے ہوش ہو گئے۔"

گارشا ایک پل کے لیے سوچنے لگی کہ اُسے اپنے بارے میں بتائے یا نہ بتائے۔ آخر اُس نے فیصلہ کر لیا کہ ماریا کو سب کُچھ بتا دینا چاہیئے۔ بس گارشا نے ماریا کو ساری کہانی سُنا دی اور بتا دیا کہ وہ بھی خلائی مخلوق ہے اور ایک خلائی حادثے کی وجہ سے ۱۹۹۰ء کی دُنیا سے نکل کر قدیم مِصر کے زمانے میں آ گئی ہے۔

ماریا نے بڑی دلچسپی سے گارشا کی کہانی سُنی اور بولی :

"میں اپنے بھائیوں عنبر تھیوسانگ اور بہن جولی سانگ کیٹی کے ساتھ کئی بار پاکستان کے زمانے میں جا چُکی ہوں۔ ہم بھی ہزاروں سالوں سے تاریخ کے زمانوں میں سفر کر رہے ہیں۔"

پھر ماریا نے بھی اپنی ساری کہانی سُنا ڈالی۔ گارشا کو کُچھ یقین آیا۔ کُچھ نہ آیا۔ بہر حال اُس کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ کسی طرح تھیوسانگ مِل جائے۔ ایک تو شیبا، عمران ہوش میں آ جائیں اور دوسرے تھیوسانگ سے مل کر پُرانے زمانے سے نکل کر واپس اپنے زمانے میں جانے کی کوشش کی جائے۔ اُس نے ماریا سے کہا:

"اللہ کرے کہ تھیوسانگ مل جائے۔ مگر جب تک بے ہوش شیبا اور عمران کا ہم کیا کریں۔ یہاں تو شاہی فوج کے سپاہی اُنہیں اُٹھا کر لے جائیں گے۔ کیونکہ مُردہ گھر کے سردار نے کہا تھا کہ اِن لاشوں کو وزیرِ اعظم کی خادمہ حنُوط کرنے کے لیے دے گئی ہے۔"

ماریا بولی۔ "تُم فکر کیوں کرتی ہو گارشا جب تک میں تمہارے ساتھ ہوں تمہیں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تُم اِسی جگہ ٹھہرو میں اِن کو

رکھنے کے لیے کوئی جگہ تلاش کر کے ابھی آتی ہوں۔" گارشا کو دریائے نیل کے کنارے کھجوروں کے جھُنڈ میں چھوڑ کر ماریا فضا میں بُلند ہو گئی۔ اس نے سارے شہر کا ایک چکّر لگایا۔ اُسے شہر کے شمال کی جانب ایک چھوٹا سا نخلستان نظر آیا۔ وہاں کھجوروں کے درخت بھی تھے اور ایک چشمہ بھی بہہ رہا تھا۔ قریب ہی کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی ایک جھونپڑی تھی جو خالی پڑی تھی۔ ماریا واپس گئی اور گارشا اور بے ہوش شیبا اور عمران کو وہاں لے آئی۔

ماریا نے کہا۔ "تُم یہاں آرام کرو۔ میں تھیوسانگ کی تلاش میں شہر کا ایک چکّر لگا کر آتی ہوں۔"

ماریا پرواز کر گئی۔ شہر میں اُسے تھیوسانگ کی خوشبُو بالکل نہیں آئی۔ وہ شہر سے باہر جنوب کی طرف گئی جہاں ابو الہول کا بُت تھا۔ اچانک ماریا کو

تھیوسانگ کی خوشبُو محسوس ہوئی۔ جِدھر سے خوشبُو آ رہی تھی ماریا اُس طرف اُڑ گئی۔ کُچھ دور جا کر اسے ایک چٹّان کے عقب سے تھیوسانگ کی خوشبُو آتی محسوس ہوئی۔ وہ غوطہ لگا کر چٹّان کے پیچھے آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ اُس کا بھائی خلائی مخلوق تھیوسانگ پتھرّ پر سر رکھے گہری نیند سو رہا تھا۔ ماریا نے اُسے جگایا۔ تھیوسانگ نے فوراً کہا:

"ماریا! مُجھے تمہاری خوشبُو آ رہی ہے۔ تُم ماریا ہو ناں۔"

"ہاں تھیوسانگ! اچھّا ہوا تُم مل گئے۔ میرے ساتھ آؤ۔ تمہیں ایک تمہاری مخلوق سے ملاتی ہوں۔"

ماریا نے کہا۔ تھیوسانگ نے حیران ہو کر پوچھا:

"وہ کون ہے؟ یہاں کیسے آ گئی؟"

ماریا نے کہا۔ "میرے ساتھ آؤ۔" اور ماریا تھیوسانگ کو ساتھ لے کر نخلستان میں آ گئی جہاں گارشا جھونپڑی کے باہر چشمے کے کنارے چُپ چاپ بیٹھی تھی۔ اس نے دور سے ایک اُونچے لمبے آدمی کو اپنی طرف آتے دیکھا تو جلدی سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ یہ تھیوسانگ تھا۔ گارشا کو ماریا نظر نہیں آ رہی تھی۔ ماریا نے آگے بڑھ کر کہا۔ "گارشا! یہ تھیوسانگ ہے اور تھیوسانگ! یہ گارشا ہے۔ یہ بھی خلائی مخلوق ہے۔"

گارشا نے تھیوسانگ کو اور تھیوسانگ نے گارشا کو ایک لمحے کے لیے ٹکٹکی باندھ کر دیکھا۔ دونوں نے ایک دوسرے کے چہرے اور آنکھوں میں وہ نشانیاں دیکھ لیں جو خلائی مخلوق میں ہونی چاہییے تھیں۔ تھیوسانگ کے کان عام انسانوں سے زیادہ لمبے تھے۔ گارشا نے تھیوسانگ سے اُس کے سیّارے کے بارے میں پوچھا۔ تھیوسانگ کا چہرہ سنجیدہ تھا۔ کہنے

لگا :

"میں تمہیں اپنے سیّارے کے بارے میں کُچھ بتانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ یہ بتاؤکہ ہم تمہاری کیا مدد کرسکتے ہیں۔"

گارشا نے کہا :

"میں نے ماریا کو سب کُچھ بتا دیا ہے۔ میں اپنے سیّارے میں واپس جانے کا ارادہ ترک کرچکی ہوں۔ اِس وقت سب سے بڑا مسئلہ میرے دوساتھیوں یعنی عمران اور شیبا کو ہوش میں لانا ہے جو جھونپڑے میں بے ہوش پڑے ہیں۔"

ماریا کی آواز آئی۔

"ہاں تھیوسانگ! اُن کا ہوش میں آنا ضروری ہے۔"

تھیوسانگ جواب دینے کی بجائے جھونپڑی کی طرف بڑھا۔ اندر زمین پر عمران اور شیبا بے ہوش پڑے تھے۔ تھیوسانگ نے اُنہیں غور سے ایک نظر دیکھا۔ پھر اُن کی گردن پر باری باری اُنگلی لگائی۔ عمران اور شیبا کو ہوش آگیا۔ وہ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور تھیوسانگ کو دیکھ کر تعجّب کیا کہ یہ لمبے کانوں والی مخلوق کون ہے۔ گارشا نے کہا:

"اللہ کا شُکر ہے کہ تُم دونوں ہوش میں آ گئے، یہ تھیوسانگ ہے۔"

پھر گارشا نے عمران اور شیبا کو تھیوسانگ کے بارے میں سب کُچھ بتایا اور

"یہ بھی ہمارا بھائی ہے۔"

ماریا کی آواز آئی۔ "اور میں تمہاری بہن ہوں۔"

اِس غیبی آواز پر عمران اور شیبا چونک پڑے۔ گارشا نے کہا:

"گھبراؤ نہیں۔ یہ آواز ماریا کی ہے جو تھیوسانگ کی بہن ہے اور جِسے میں بھی نہیں دیکھ سکتی۔"

عمران نے پوچھا۔ "مُجھے یہاں کون لایا؟"

شیبا نے کہا۔ "مُجھے تُم ہی اہرام میں لے گئے تھے عمران! میں نے تمہیں تابوت میں لیٹے ہوئے دیکھا تھا۔"

عمران نے کہا۔ "شیبا! اُسے بھول جاؤ۔ وہ ایک ڈراؤنا خواب تھا۔ اللہ کا شُکر ہے کہ ہم اِس عذاب سے نکل آئے ہیں۔"

گارشا تھیوسانگ سے مُخاطب ہوئی۔

"تھیوسانگ! تُم بھی خلائی آدمی ہو۔ تُم اچھّی طرح سمجھ سکتے ہو کہ ہم تینوں

یعنی میں عمران اور شیبا اگلے زمانے سے کیسے ماضی کے زمانے میں آ گئے ہیں۔ ہمیں صرف یہ بتاؤ کہ کیا کسی طرح تُم ہمیں واپس اپنے زمانے کے پاکستان میں پہنچا سکتے ہو؟"

تھیوسانگ نے بے نیازی سے کہا۔ "وہاں جا کر تُم لوگ کیا کرو گے۔ یہ ماضی کا زمانہ بڑا پُر سکون ہے۔"

گارشا بولی۔ "مگر ہمیں اِس ملک کے لوگوں کو اوٹان سیّارے کی مخلوق سے بچانا ہے۔ اوٹان سیّارے کی مخلوق اِس زمین پر آباد معصوم لوگوں کو ہلاک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ بلکہ کُچھ معلوم نہیں کہ اُنھوں نے اِس مُلک میں تباہی مچانی شروع کر دی ہے۔"

اوٹان سیّارے کے نام پر تھیوسانگ ذرا سا چونکا۔ اُس کی بھنوئیں اُوپر چڑھ گئیں۔

"اوٹان سیّارے کی مخلوق وحشی اور ظالم لوگوں کی مخلوق ہے۔ میں جانتا ہوں۔ وہ بڑے ظالم لوگ ہیں۔"

گارشا نے کہا:

"اوٹان سیّارے سے جو لوگ آئے تھے اُن کا اپنے سیّارے سے رابطہ میں نے ہمیشہ کے لیے توڑ دیا ہے۔ اب زمین پر اوٹان سیّارے کے دو تین آدمی ہی ہیں مگر وہ دو تین ہی قیامت کی تباہی مچا سکتے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ کوئی ایسا فارمولا مِل جائے کہ جس کی مدد سے میں، عمران اور شیبا واپس اپنی دُنیا میں پہنچ جائیں۔"

عمران اور شیبا خاموش تھے۔ ماریا بھی خاموش تھی۔ وہ سب تھیوسانگ کے چہرے کو تک رہے تھے جس پر گہری سوچ کا اثر اُبھر آیا تھا۔

تھیوسانگ نے کہا:

"کُچھ دِن ہوئے یہاں کفرو کے اہرام میں سیّارہ ڈیگان کی ایک مخلوق اپنی اُڑن تشتری لے کر آئی تھی۔ میری اُن سے اچانک ملاقات ہو گئی۔ وہ اب یہاں سے جا چُکی ہے۔ لیکن اُنھوں نے مُجھے بتایا تھا کہ افریقہ کے ایک پہاڑ پر تھال کے اندر ان کی ایک لیبارٹری موجود ہے جہاں وہ کبھی کبھی آتے ہیں۔ اگر اِن لوگوں سے ملاقات ہو جائے تو تمھارے واپس اپنی دُنیا میں جانے کا امکان پیدا ہو سکتا ہے۔"

گارشا کو اُمّید کی ایک ہلکی سی کِرن دِکھائی دی۔ اس نے کہا :

"تھیوسانگ کیا تُم ہمیں افریقہ کے پہاڑ پر تھال تک پہنچا سکتے ہو؟ مُمکن ہے وہاں ڈیگان مخلوق کے کُچھ سائنسدان موجود ہوں اور وہ ہماری مدد کر سکیں۔"

ماریا نے کہا :

"تھیوسانگ! ہمیں گارشا اور اِس کے ساتھیوں کی ہر حالت میں مدد کرنی ہے۔"

تھیوسانگ بولا:

"مُجھے کوئی اعتراض نہیں۔ مگر پرتھال پہاڑ کے بارے میں شاید تُم لوگ نہیں جانتے کہ وہاں آدم خور وحشی رہتے ہیں اور جو کوئی اُدھر جاتا ہے وہ اُسے پکڑ کر بھُون کر کھا جاتے ہیں۔"

گارشا نے کہا۔ "ہمیں یہ خطرہ تو مول لینا ہی پڑے گا۔"

عمران بولا۔ "ہم یہ خطرہ مول لینے کو تیّار ہیں۔"

شیبا نے بھی عمران کی ہاں میں ہاں ملائی۔ کیونکہ وہ بھی کسی نہ کسی طرح واپس اپنے ماں باپ کے پاس پہنچنا چاہتی تھی۔ تھیوسانگ کندھے ہلاتے

ہوئے بولا :

"ٹھیک ہے۔ میری طرف سے ہم ابھی اس مُہم پر روانہ ہوجاتے ہیں۔"

وہ شہر میں آ گئے۔ یہاں اُنھوں نے کُچھ گدھے اور ضروری سامان خریدااور افریقہ کے جنگلوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ اُس زمانے میں افریقہ کے جنگل بے حد گھنے، تاریک اور خطرناک جنگلی جانوروں سے بھرے ہوئے ہوتے تھے۔ اور پرتھال پہاڑ کے اِرد گرد کے علاقے میں آدم خور وحشی قبیلے آباد تھے۔ جو زندہ انسانوں کا شکار کر کے اُنہیں باندھ کر لے آتے اور پھر آگ پر بھُون کر ہڑپ کر جاتے۔ گارشا تھیوسانگ اور ماریا کو کوئی خطرہ نہیں تھا، مگر عمران اور شیبا اِسی دُنیا کی مخلوق تھے۔ اُنہیں خطرہ پیش آ سکتا تھا۔ اگرچہ ماضی کے عہد میں آ جانے کی وجہ سے وہ مر نہیں سکتے تھے پھر بھی اُنہیں اغوا کیا جا سکتا تھا اور پکڑ کر قید بھی کیا جا سکتا تھا۔

چنانچہ ماریا، گارشا اور تھیوسانگ نے عمران اور شیبا کو درمیان میں رکھا ہوا تھا اور خود آگے پیچھے چل رہے تھے۔ تاکہ اگر جنگل میں کسی طرف سے حملہ ہو تو عمران اور شیبا محفوظ رہیں۔ اسی طرح تین دِن تک سفر کرتے رہنے کے بعد یہ لوگ افریقہ کے اُس گُنجان تاریک جنگل میں داخل ہو گئے جہاں پرتھال نام کا اُونچا پہاڑ دور ہی سے نظر آتا تھا۔ اِس پہاڑ کی چوٹی پر برف جمی ہوئی تھی، مگر نیچے ڈھلان پر زیادہ سردی نہ ہونے کی وجہ سے گھنے درخت اُگے ہوئے تھے جو نیچے تک آ گئے تھے۔ تھیوسانگ نے ماریا سے کہا:

"ماریا! ہم پرتھال کے خطرناک جنگل میں داخل ہو گئے ہیں اب ہمیں ہوشیار رہنا ہو گا۔"

ماریا اُس کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ ماریا کو تھیوسانگ اُس کی خوشبُو سے پہچان رہا تھا۔ ماریا نے کہا:

"میرا خیال ہے ہمیں عمران، شیبا اور گارشا کو اِس جگہ کہیں ٹھہرا دینا چاہیے تاکہ ہم خود آگے جا کر جائزہ لے سکیں۔" گارشا یہ گُفتگُو سُن رہی تھی۔ کہنے لگی:

"میں بھی ساتھ چلوں گی۔ میں بھی خلائی مخلوق ہوں۔ مُجھے کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

تھیوسانگ بولا۔ "تو پھر ماریا تُم عمران اور شیبا کے پاس یہاں رہو۔ میں اور گارشا آگے جاتے ہیں۔"

یہ تجویز سب نے پسند کی۔ جنگل میں کُچھ دور اندر جا کر اُنہیں ایک بہت بڑی سیاہ چٹّان کے پاس چھوٹی سی ندی بہتی دِکھائی دی۔ یہاں جنگلی پھلوں کے درخت بھی تھے۔ اِس جگہ تھیوسانگ اور گارشا نے ماریا عمران اور شیبا کو چھوڑ دیا اور خود پر تھال پہاڑ کے دامن کی طرف بڑھے۔ ماریا نے عمران

اور شیبا کے ساتھ مل کر وہاں درخت کی شاخوں سے ایک چھوٹی سی جھونپڑی بنا لی اور اُس میں بیٹھے گئے۔ اُن کے گدھے باہر درخت سے بندھے چارہ کھا رہے تھے۔

ماریا نے عمران سے کہا۔ "میں جھونپڑی کے ارد گرد پہرہ دوں گی۔ تُم باہر مت نکلنا۔"

دوسری طرف تھیوسانگ اور گارشا گدھوں پر سوار جنگل میں سے گزرتے آخر پر تھال پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے۔ یہاں بڑی گنجان پہاڑیاں تھیں۔ ابھی پہاڑ پر تھال ایک فرلانگ کے فاصلے پر تھا کہ اچانک اُنہیں جنگلی لوگوں کی آوازیں سُنائی دیں۔ تھیوسانگ نے کہا:

"گارشا! یہ آدم خور وحشی ہیں۔ شاید اُنہوں نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔ اُس طرف بھاگو۔"



تھیوسانگ اور گارشا دوڑ کر جھاڑیوں میں چھُپ گئے۔ آدم خور جنگلیوں کی

چیخ و پکار قریب آ رہی تھی۔ سامنے والی جھاڑیاں اِدھر اُدھر ہوئیں اور اُن میں سے چھ سات آدم خور جنگلی جنھوں نے ہاتھوں میں نیزے اُٹھا رکھے تھے شور مچاتے نکل آئے۔ اور اُنھوں نے اس جھاڑی کو گھیر لیا جس میں تھیوسانگ اور گارشا چھُپے ہوئے تھے۔ تھیوسانگ بالکل نہیں گھبرایا۔ اُس نے آہستہ سے گارشا کو کہا۔

"کیا آگ تُم پر اثر کرتی ہے؟"

گارشا نے جواب دیا۔ "نہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ باہر نکل آؤ۔"

یہ کہہ کر تھیوسانگ جھاڑیوں میں سے باہر نکل آیا۔ گارشا بھی اُس کے ساتھ ہی جھاڑی میں سے نکل آئی۔ آدم خور سیاہ فام حبشیوں نے اپنے

سامنے دو انسانی شکار دیکھے تو خُوشی سے نعرے لگانے اور نیزے ہلانے اور اُن کے گرد رقص کرنے لگے۔ تھیوسانگ اب بھی اطمینان سے کھڑا تھا۔ اُس نے گردن ذرا سی جھُکا کر گارشا سے ایک اور سوال کیا:

"اِن کے نیزوں کو زہر میں بجھایا گیا ہے۔ تُم پر زہر کا اثر تو نہیں ہوتا؟"

گارشا نے کہا۔ "نہیں۔"

تب تھیوسانگ نے دونوں ہاتھ اُوپر اٹھا دیے اور جنگلی حبشیوں کی زبان میں کہا۔ "میں جنگلی دیوتا ہوں۔ یہ زمین کی دیوی ہے۔ یہیں رُک جاؤ۔"

آدم خوروں نے رقص بند کر دیا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے تھیوسانگ اور گارشا کی طرف تکنے لگے۔ ایک آدم خور نے چلّا کر کہا۔ "یہ ہمیں دھوکا دینا چاہتا ہے۔ اِسے سردار کے پاس لے چلو۔"

تھیوسانگ نے گارشا سے کہا۔

"کوئی اعتراض نہ کرنا۔ ہم سردار کے پاس جائیں گے۔"

پھر آدم خوروں کی طرف دیکھا اور بولا:

"ٹھیک ہے۔ ہمیں اپنے سردار کے پاس لے چلو۔"

وہیں جنگل میں ایک جگہ درختوں میں کُچھ جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ یہاں آدم خوروں کا حبشی سردار ایک تخت پر نیزہ ہاتھوں میں لیے بیٹھا تھا۔ اُس نے خونی آنکھوں سے تھیوسانگ اور گارشا کو دیکھا اور اپنے آدمیوں کو چلّا کر کہا۔

"آگ جلاؤ۔ اُنھیں آگ پر لِٹا دو۔"

تھیوسانگ نے کہا۔ "میں جنگل کا دیوتا ہوں۔ یہ زمین کی دیوی ہے۔ آگ

ہم پر اثر نہیں کرے گی۔"

آدم خور سردار نے چیخ کر کہا:

"اِنہیں درختوں کے ساتھ باندھ دو۔ یہ مکّار ہیں۔ جنگل اور زمین کے دیوی دیوتا ایسے کپڑے نہیں پہنتے جیسے اُنہوں نے پہن رکھے ہیں۔"

گارشا نے دبی زبان میں تھیوسانگ سے کہا:

"اب کیا کریں؟"

تھیوسانگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ چار آدم خور جبشی اُنہیں درخت سے باندھنے کے لیے آگے بڑھے۔ تھیوسانگ نے ایک آدم خور جبشی کی گردن سے اُنگلی لگا دی۔ اُنگلی کے لگتے ہی دونوں آدم خور جبشی سُکڑ کر انسانی اُنگلی کے سائز کے ہو گئے۔ تھیوسانگ نے اُنہیں اپنی مُٹھّی میں بند

کرلیا۔ دوسرے آدم خوروں اور سردار کو کُچھ پتا نہ چلا کہ کیا ہوگیا ہے۔ وہ یہی سمجھے کہ اُن کے دو حبشی تھیوسانگ کے قریب پہنچ کر غائب ہو گئے ہیں۔ دوسرے دو حبشی وہیں رُک گئے۔ تھیوسانگ نے سردار سے مُخاطب ہو کر کہا۔

"سردار! تمہارے دو آدمی غائب نہیں ہوئے بلکہ وہ میری مُٹھّی میں ہیں۔"

اور تھیوسانگ نے انسانی اُنگلی کے برابر دونوں آدم خور حبشیوں کو آگے بڑھ کر حبشی سردار کے سامنے تخت پر رکھ دیا۔ سردار پھٹی پھٹی آنکھوں سے دونوں حبشیوں کو دیکھنے لگا۔ دونوں آدم خور اُنگلی جتنے سائز کے ہو گئے تھے۔ اور اُچھل اُچھل کر چیخ رہے تھے۔ اُن کی آوازیں بھی بہت باریک ہو گئی تھیں۔ آدم خور سردار پر دہشت طاری ہو گئی۔ گارشا بھی

حیران تھی کہ تھیوسانگ نے اُونچے لمبے آدمیوں کو اتنا چھوٹا کیسے کر دیا، مگر وہ سمجھ گئی کہ ایسا تھیوسانگ کی خلائی قوّت کی وجہ سے ہوا ہے۔

زرد سیّارے کی مخلوق

تھیوسانگ نے کہا۔

"کیا اب بھی تُم مُجھے جنگل کا دیوتا نہیں مانو گے؟ میں تمہیں بھی اتنا چھوٹا بنا سکتا ہوں۔"

جُونہی تھیوسانگ نے آدم خور سردار کی سر کی طرف ہاتھ بڑھایا سردار نے پوری طاقت سے نیزہ تھیوسانگ کے سینے میں گھونپ دیا۔ تھیوسانگ

پیچھے کو لڑکھڑایا۔ گارشا کے ہونٹوں سے چیخ نکل گئی۔ تھیوسانگ نے بجلی ایسی تیزی کے ساتھ نیزہ اپنے سینے سے کھینچ کر باہر نکالا اور وہی نیزہ سردار کے پیٹ میں گھونپ دیا۔ دوسرے آدم خور حبشی خوف کے مارے اِدھر اُدھر بھاگے۔ کیونکہ اُنہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا کہ تھیوسانگ کے سینے سے خُون کا ایک قطرہ بھی نہیں نکلا تھا اور اُن کے دو ساتھی بھی تھیوسانگ نے اُنگلی کے برابر بنا دیے تھے۔ تھیوسانگ نے بُلند آواز میں حُکم دیا:

"وہیں رُک جاؤ۔ جس نے قدم بڑھایا وہ مر جائے گا۔"

توہم پرست آدم خوروں کے قدم وہیں رُک گئے۔ گارشا نے سردار کی طرف دیکھا جو تخت پر شدید زخمی حالت میں تڑپ رہا تھا۔ اُس کے سامنے جو آدم خور وحشی چھوٹے چھوٹے بنائے گئے تھے وہ بھی خوف کے

مارے تخت کے کونے میں دُبکے بیٹھے تھے۔ تھیوسانگ کے سینے کا زخم اپنے آپ مل گیا تھا۔ اس نے گارشا سے کہا:

"میں اِن میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اُنھوں نے نہ جانے کتنے بے گناہ انسانوں کو بھُون کر ہڑپ کیا ہے اور اگر زندہ رہے تو نہ جانے کتنے اور انسانوں کو بھُون کر کھا جائیں گے۔"

تھیوسانگ نے اب ایک نیزہ اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ اُس نے آدم خوروں کو حُکم دیا کہ تخت کے پاس آکر زمین پر بیٹھ جائیں۔ سارے کے سارے آدم خور جبشی تخت کے قریب آکر بیٹھ گئے۔ وہ بہت خوف زدہ تھے اور اپنے سردار کو تڑپتے دیکھ رہے تھے۔ تھیوسانگ ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ پھر اُس نے اپنا ہاتھ اُوپر اٹھا کر اُنگلی کا اشارہ کیا۔ اُس کی اُنگلی میں سے آگ کے شُعلے کی ایک سُرخ لکیر نکل کر تخت پر پڑی۔ ایک دھماکہ ہوا

اور سردار سمیت سارے کے سارے سنگ دِل ظالم آدم خور حبشی جل کر بھسم ہو گئے۔ گارشا خاموش کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ ظالم آدمیوں کا یہی انجام ہونا چاہیے تھا۔ تھیوسانگ نے گارشا کی طرف دیکھ کر کیا۔

"چلو۔ اب ہمارا راستہ صاف ہے۔"

اِن کے گدھے نہ جانے کہاں اور کِدھر بھاگ گئے تھے۔ وہ پیدل ہی پر تھال پہاڑ کی طرف چل پڑے۔ پہاڑ کے دامن میں جگہ جگہ چھوٹے بڑے پتھرّ بِکھرے ہوئے تھے۔ اُن میں کُچھ پتھرّ بڑی چٹّانوں جتنے تھے۔ اِن پتھرّوں کے درمیان ایک پیچ دار راستہ پہاڑ کی طرف جاتا تھا۔ تھیوسانگ نے رُک کر سامنے پہاڑ کا جائزہ لیا اور بولا:

"گارشا! مُجھے فضا میں خلائی تابکاری کی شُعاعوں کا احساس ہو رہا ہے۔ کیا تمہیں کُچھ محسوس ہوا؟"

گارشا پہلے ہی اِن شُعاعوں کو اپنے جسم سے ٹکراتے محسوس کر چکی تھی۔ کہنے لگی:

"ہاں۔ آگے کوئی خلائی مخلوق موجود ہے۔ مُجھے اُن کی تابکاری کا احساس ہو رہا ہے۔"

تھیوسانگ آگے قدم اُٹھاتے ہوئے بولا:

"ڈیگان سیّارے کی مخلوق نے میرے ساتھ دوستانہ سلوک کیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اگر یہاں اُن ہی کے سائنس دان موجود ہیں تو وہ ہمیں کُچھ نہیں کہیں گئے بلکہ ہمارا خیر مقدم کریں گے۔"

چند قدم چلنے کے بعد تھیوسانگ رُکا۔ پلٹ کر گارشا کی طرف آیا اور بولا۔

"تُم اِسی جگہ ٹھہرو۔ میں آگے جا کر پتا کرتا ہوں۔ اندر کوئی خطرہ بھی ہو سکتا

ہے۔ جب تک میں نہ آؤں تُم یہاں سے آگے مت بڑھنا۔"

اِس سے پہلے کہ گارشا اس کو کوئی جواب دیتی، تھیوسانگ پہاڑ کی طرف جا چُکا تھا۔ تھیوسانگ کو ایک جگہ سے خلائی تابکاری کی ہلکی ہلکی شُعاعیں نکلتی محسوس ہوئیں۔ اُس نے جھُک کر پتھرّ کی ایک بھاری سِل کو غور سے دیکھا تو سِل اپنے آپ ایک طرف کو ہٹ گئی۔ تھیوسانگ سمجھ گیا کہ اُس کے خلائی دوست یعنی ڈیگان کے سائنس دان اُسے دیکھ چُکے ہیں اور اُنھوں نے ہی سِل ہٹائی ہے۔ وہ زینہ اُترا تو سِل اپنی جگہ پر واپس آ گئی۔ تھیوسانگ کو آواز سُنائی دی۔

"دوست آ جاؤ۔ ہم تمہارے ہی انتظار میں ہیں۔" تھیوسانگ نے کہا۔ "میرے ساتھ ایک خلائی عورت بھی ہے۔"

ایک پل کے لیے تہہ خانے میں خاموشی چھا گئی۔ پھر وہی آواز آئی۔

"وہ عورت کہاں ہے؟"

تھیوسانگ کو اچانک خطرے کی بُو محسوس ہوئی۔ اُس کے دوست سیّارے ڈیگان کی مخلوق کی خاص بُو وہاں فضا میں نہیں تھی۔ بلکہ اُس کی جگہ ایک دوسری ہی بُو پھیلی ہوئی تھی۔ تھیوسانگ پیچھے کو پلٹا مگر اب دیر ہو چُکی تھی۔ چھت پر سے ایک نیلی شُعاع تیزی سے نکل کر تھیوسانگ پر گِری۔ وہ ایک شدید جھٹکے کے ساتھ اُوپر کو اچھلا اور فرش پر گِرتے ہی بے ہوش ہو گیا۔

چھت کی نیلی شُعاع غائب ہو گئی تھی۔ اِس کے ساتھ ہی سامنے والی دیوار کا خُفیہ دروازہ کھُلا اور تین عجیب شکل و صورت والے خلائی آدمی باہر نکلے۔ اُن کے سر درمیان سے نوکیلے تھے۔ چہرے زرد اور آنکھیں چھوٹے چھوٹے بٹنوں کی طرح تھیں۔ اُنہوں نے کالے پلاسٹک کا لباس

پہن رکھا تھا۔ وہ بے ہوش تھیوسانگ کے قریب آ کر کھڑے ہو گئے۔

ایک نے سرگوشی ایسی خُشک آواز میں کہا۔

"اِسے اٹھا کر نیچے لے چلو۔"

دوسرا بولا۔ "اِس نے کہا تھا اِس کے ساتھ باہر ایک خلائی عورت بھی ہے۔"

پہلا خلائی آدمی بولا :

"اُس کو بھی قابو میں کرتے ہیں۔ تُم اِسے اُٹھا کر نیچے لے چلو۔"

تھیوسانگ کو دو خلائی آدمی اُٹھا کر تہہ خانے کے نیچے لے گئے۔ پہلے والا خلائی آدمی جو اُن کا چیف لگتا تھا خلائی گن ہاتھ میں لے کر تہہ خانے کا زینہ چڑھنے لگا۔ سامنے پتھرّ کی بھاری سِل تھی۔ اُس کی تابکاری سے پتھرّ کی



سِل آہستہ سے ایک طرف ہٹ گئی۔ زرد خلائی چیف خلائی گن لیے پر تھال

پہاڑ سے باہر آگیا۔ اس نے آواز دی :

"ہماری خلائی بہن! آ جاؤ۔ تمہیں تھیوسانگ نے بُلایا ہے۔ وہ نیچے ہمارے پاس ہے۔"

گارشا چند قدموں کے فاصلے پر ایک جھاڑی کے پیچھے چھُپی ہوئی تھی۔ اُس نے زرد چہرے والے خلائی آدمی کو دیکھا تو اس کا ماتھا ٹھنکا۔ گارشا ایک انتہائی ذہین اور تجربہ کار خلائی عورت تھی۔ اُس نے سوچا تھیوسانگ کے ساتھ ضرور کوئی حادثہ پیش آگیا ہے ورنہ وہ خود اِسے لینے باہر آتا۔ اور اُس نے کہا تھا کہ جب تک میں نہ بُلاؤں یہاں سے مت ہلنا۔ گارشا کھِسک کر پچھلی جھاڑیوں میں چلی گئی۔ اُس کی نگاہیں زرد مخلوق پر لگی تھیں۔ زرد خلائی چیف نے ایک بار پھر گارشا کو آواز دی۔ مگر اُس نے گارشا کا نام نہیں لیا تھا۔ گارشا کو خیال آیا کہ اگر اِس مخلوق کو تھیوسانگ نے بھیجا ہوتا تو اِسے

اُس کا نام ضرور بتا دیا ہوتا اور یہ آدمی اُسے اُس کا نام لے کر پُکارتا۔ مگر اِس نے گارشا کا نام نہیں لیا تھا۔ جس کا مطلب صاف تھا کہ تھیوسانگ کسی جال میں پھنس گیا ہے اور یہ زرد خلائی مخلوق اُس کی دُشمن ہے اور اب اُسے بھی اغوا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

اتنے میں شگاف میں سے دوسرا زرد خلائی آدمی باہر آگیا۔ اُس نے چیف کے کان میں سرگوشی کی۔ گارشا کا شک یقین میں بدل گیا۔ اِس کے پاس کوئی خلائی گن نہیں تھی۔ وہ اِن کا مُقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ چنانچہ وہ آہستہ آہستہ پیچھے کھِسکنے لگی۔ تھوڑی دیر میں وہ درختوں کی اوٹ میں آ گئی۔ زرد مخلوق بھی اِس کی تلاش میں جنگل میں نکل پڑی تھی۔ مگر گارشا اُنہیں دھوکا دے کر دوسری طرف سے ہوتی ہوئی اُس گنجان جنگل میں واپس اسی چشمے کی طرف بھاگ رہی تھی جہاں وہ عمران شیبا اور اپنی غیبی سہیلی ماریا کو چھوڑ

آئی تھی۔ اُس نے وہاں پہنچتے ہی ماریا کو ساری بات بیان کر دی۔ ماریا کُچھ پریشان سی ہوئی۔ اُس نے کہا :

"ایسا لگتا ہے کہ ہماری دوست خلائی مخلوق ڈیگان کے سائنس دانوں کو بھی اِس زرد خلائی مخلوق نے اپنے قبضے میں کر لیا ہے یا اُنہیں ہلاک کر کے لیبارٹری پر قبضہ کر لیا ہے۔"

عمران بولا۔ "اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

ماریا نے کہا۔ "تُم لوگ اِس جگہ چھُپ کر بیٹھے رہو۔ میں خود جا کر پتا کرتی ہوں کہ تھیوسانگ کے ساتھ کیا حادثہ پیش آیا ہے۔"

گارشا، شیبا اور عمران کو چشمے پر ہی رہنے کی تاکید کر کے ماریا ہوا میں بُلند ہوئی اور پرتھال پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئی۔ گارشا نے اُسے سب کُچھ بتا دیا

تھا کہ کس جگہ سے خُفیہ راستہ نیچے تہہ خانے کی طرف جاتا ہے۔ ماریا کے لیے پہاڑی کے اندر جانا کوئی مُشکل کام نہیں تھا۔ شگاف پتھرّ کی سِل نے بند کر دیا تھا۔ ماریا کا جسم غائب ہو کر شعاعوں میں تبدیل ہو گیا تھا اور یہ شُعاعیں لوہے اور پتھرّ سے بھی گُزر سکتی تھیں۔ چنانچہ ماریا بڑی آسانی کے ساتھ پتھرّ کی سِل میں سے گزر گئی۔ جس طرح پتھرّ کی دیوار یا لوہے کی دیوار میں سے آواز کی لہریں یا گرمی کی لہریں گُزر جاتی ہیں۔

دوسری طرف زینہ تھا۔ ماریا زینے سے ایک فِٹ اُونچی ہو کر بادل کے چھوٹے سے ٹکڑے کی طرح وہاں سے گُزر کر نیچے ایک تنگ راہ داری میں آ گئی۔ اُسے کُچھ آدمیوں کی آوازیں سُنائی دیں۔ ماریا اِن آوازوں کی طرف بڑھی جو ایک بند دروازے کے پیچھے سے آ رہی تھیں۔ ماریا اِس بند دروازے میں سے بھی گُزر گئی۔ دوسری طرف اُس نے کیا دیکھا کہ ایک

میز پر تھیوسانگ کو لِٹایا ہوا ہے۔ وہ بے ہوش ہے۔ تینوں زرد خلائی آدمی اُس کو گھیرے میں لیے کھڑے ہیں اور دوسری میز پر ایٹمی توانائی سے چلنے والے دو تیز دھار والے چاقو ایک طشت میں پڑے ہیں۔ ایک زرد خلائی مخلوق تھیوسانگ کے دِل کی دھڑکن چیک کر رہی تھی۔ ماریا سمجھ گئی کہ یہ لوگ تھیوسانگ کا کوئی خطرناک آپریشن کرنے والے ہیں جس کے بعد اُس کا زندہ بچنا ناممکن ہو گا۔ ماریا کی موجودگی اِس زرد مخلوق میں سے کسی نے محسوس نہیں کی تھی۔ سب سے پہلا کام ماریا نے یہ کیا کہ طشت میں سے تیز دھار والے دونوں چاقو اُٹھا لیے۔ چاقو ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گئے۔

زرد خلائی چیف نے چاقو لینے کے لیے طشت کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہاں کُچھ بھی نہیں تھا۔ اُس نے پوچھا۔

"لیزر بلیڈ کہاں چلے گئے؟"

دوسرے زرد خلائی آدمیوں نے بھی طشت پر نگاہ ڈالی۔ طشت خالی تھا۔ ماریا کی نظر کونے والی الماری پر گئی وہاں ایک خلائی گن پڑی تھی۔ ماریا نے لپک کر گن اُٹھالی اور زرد خلائی سردار پر فائر کر دیا۔ گن میں سے نیلے رنگ کی شُعاع نکل کر زرد خلائی سردار کے جسم سے ٹکرائی اور ایک دھماکے سے اُس کا جسم پھٹ کر بھسم ہوگیا۔ دوسرے خلائی آدمی باہر کی طرف دوڑے۔ مگر ماریا اُنہیں کیسے زندہ چھوڑ سکتی تھی۔ وہ اِن کے پیچھے بھاگی اور سُرنگ میں ہی اُنہیں خلائی گن کی فائرنگ سے بھسم کر دیا۔ اب وہ واپس تھیوسانگ کے پاس آئی۔ تھیوسانگ آپریشن ٹیبل پر بے ہوش پڑا تھا۔ ماریا اُسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگی۔ ماریا کو اتنا معلوم تھا کہ تھیوسانگ صرف آگ سے گھبراتا ہے کیونکہ صرف آگ ہی اُسے ہلاک

کر سکتی تھی۔ ماریا نے دوسری میز پر سے موٹی چادر اُٹھا کر سے آگ لگائی اور تھیوسانگ کے قریب لے گئی۔ تھیوسانگ کو آگ کی تپش پہنچی تو اُس نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں۔ اُسے سب سے پہلے ماریا کی خوشبُو آئی جس کا مطلب تھا کہ وہاں ماریا موجود ہے۔ وہ جلدی سے اُٹھ بیٹھا۔

ماریا نے آگ والی چادر زمین پر پھینک دی اور کہا۔

"تھیوسانگ! تُم کسی دُشمن خلائی مخلوق کے پھندے میں پھنس گئے تھے۔"

تھیوسانگ میز پر سے اُتر پڑا اور چاروں طرف دیکھ کر بولا:

'ہاں۔ مُجھے یاد ہے مُجھ پر چھت سے نیلی روشنی پڑی تھی جس سے میں بے ہوش ہوگیا یہ ڈیگان سیّارے والی ہماری دوست مخلوق نہیں ہے۔"

ماریا نے پوچھا۔ "مگر تُم تو کہتے تھے کہ ڈیگان مخلوق واپس جاتے ہوئے

اپنی خُفیہ لیبارٹری میں اپنے دو سائنس دان چھوڑ گئی ہے۔"

"اب اُنہیں تلاش کرنا ہو گا۔" تھیوسانگ بولا۔ "یہ کوئی دوسری مخلوق تھی جس نے اس لیبارٹری پر قبضہ کر لیا تھا۔ میرے ساتھ آؤ۔"

اُنھوں نے لیبارٹری کے دوسرے کمروں کی تلاشی شروع کر دی۔ وہاں کُل چار چھوٹے چھوٹے تہہ خانے تھے۔ ایک تہہ خانے میں خلائی سلنڈر کونے میں کھڑا تھا جس کے اندر ہلکی نیلی روشنی ہو رہی تھی۔ تھیوسانگ بولا:

"ماریا! یہ سلنڈر کسی بھی آدمی کو ڈیگان سیّارے پر پہنچا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ڈیگان مخلوق ہی کا سلنڈر ہے اور اِس کی فریکونسی ڈیگان سیّارے پر ہی رکھی گئی ہے۔"

ماریا نے سلنڈر کو غور سے دیکھا۔ پھر پوچھا :

"مگر سوال یہ ہے کہ ڈیگان سائنس دان کہاں ہیں ؟" تھیوسانگ سلنڈر کے قریب جھُک گیا۔ اس نے زمین کی طرف اشارہ کر کے ماریا سے کہا۔

"یہ دیکھو۔ یہ دو جلے ہوئے جِسموں کے نشان ہیں۔ زرد مخلوق نے ڈیگان کے دونوں سائنس دانوں کو یہاں لیزر گن سے ہلاک کیا ہے ؟"

ماریا بولی۔ "یہاں ٹرانسمیٹر بھی ہے۔ کیا تُم ڈیگان سیّارے سے رابطہ قائم کر سکتے ہو؟"

تھیوسانگ چاندی کی ایک پلیٹ کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اُس پر جیومیٹری کے مختلف دائرے اور تکونیں بنی ہوئی تھیں۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"کوشش کر سکتا ہوں۔ ڈیگان کا چیف سائنس دان سمپان میرا دوست

بن گیا تھا۔ اگر اُس سے رابطہ ہو جائے تو ہم عمران اور شیبا اور گارشا کو اُس کی دُنیا میں واپس بھجوا سکتے ہیں۔ سمپان ایک نوجوان خلائی سائنس دان ہے اور بے حد قابل ہے۔ وہ کوئی نہ کوئی راہ نکال لے گا۔"

تھیوسانگ نے ٹرانسمیٹر کو کھول دیا اور ڈیگان سیّارے کی فریکونسی تلاش کر کے رابطہ پیدا کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ یہ انتہائی ترقّی یافتہ سائنسی آلات تھے۔ دو سیکنڈ میں اُوپر سے آواز آئی۔ ڈیگان۔ ڈیگان۔ بات کرو۔ یہ ڈیگان کی اپنی خلائی زبان تھی۔ تھیوسانگ ہر خلائی سیّارے کی زبان جانتا تھا۔ اُس نے اسی زبان میں جواب دیا۔

"سمپان سے بات کراؤ۔ میں تھیوسانگ ہوں۔ سمپان سے بات کراؤ۔"

دوسری طرف سے آواز آئی۔

"تھیوسانگ! میرے دوست! میں سمپان ہی بول رہا ہوں۔ تُم ہماری لیبارٹری میں کیسے آ گئے؟" تھیوسانگ نے کہا۔ "یہاں کسی سیّارے کی زرد مخلوق نے قبضہ کر لیا تھا۔ اُنھوں نے تمہارے دونوں سائنس دانوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ وہ مُجھے بھی ہلاک کرنے والے تھے کہ ماریا نے موقع پر پہنچ کر نہ صرف مُجھے بچا لیا بلکہ زرد مخلوق کو بھی بھسم کر ڈالا۔"

دوسری طرف سے سمپان کی آواز آئی۔

"میں آ رہا ہوں۔"

تھیوسانگ سلنڈر کے قریب آ گیا۔ ماریا بھی اُس کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔ ایک سیکنڈ بعد سلنڈر میں نیلی روشنی کا ایک جھماکا سا ہوا۔ چکا چوند روشنی پھیلی اور جب روشنی بُجھی تو سلنڈر میں ایک دراز قد مضبُوط جسم والا نوجوان کھڑا تھا جس کی خلائی وردی کا رنگ نیلا تھا۔ اُس کی شکل زمین کے لوگوں

ایسی تھی۔ صرف آنکھوں کی چمک عام آدمیوں سے بڑھ کر تھی۔ سلنڈر کے باہر آکر اُس نے تھیوسانگ سے ہاتھ ملایا اور کہا :

"زرد مخلوق ہمارے دُشمن سیّارے کی مخلوق ہے۔ اچھّا ہوا کہ تُم نے انہیں بھسم کر دیا۔ ہم یہاں سے لیبارٹری کسی دوسری خُفیہ جگہ لے جائیں گے۔"

پھر سمپان نے ایک طرف اشارہ کر کے پوچھا :

"کیا یہی ماریا ہے جس نے ہمارے دُشمنوں کو ہلاک کیا ؟"

تھیوسانگ اور ماریا بے حد حیران ہوئے کیونکہ ماریا غائب تھی، مگر سمپان نے اُسے غیبی حالت میں بھی دیکھ لیا تھا۔ سمپان مُسکرایا۔ کہنے لگا :

"تھیوسانگ ہم ڈیگان کی مخلوق ہیں۔ ہم ہر غیبی شے دیکھ لیتے ہیں۔"

پھر اُس نے ماریا کی طرف دیکھ کر کہا :

"ماریا! تمہارا شکریہ تُم نے زرد مخلوق سے ہمارے دو سائنس دانوں کے قتل کا بدلہ لے لیا۔"

تھیوسانگ نے سمپان سے عمران شیبا اور گارشا کا غائبانہ تعارف کروایا اور اُسے بتایا کہ یہ لوگ آج سے ڈھائی تین ہزار برس آگے کے زمانے سے ماضی میں آ گئے ہیں اور اُنہیں واپس اپنی دُنیا، اپنے زمانے میں پہنچانا ہے۔"

"کیا ایسا کوئی طریقہ ہو سکتا ہے؟" سمپان نے کُچھ سوچ کر جواب دیا۔

"ایسا کیوں نہیں ہو سکتا۔ مگر جیسا کہ تُم نے کہا، گارشا، اوٹان سیّارے کی مخلوق ہے وہ یہاں کیسے آ گئی۔؟"

تھیوسانگ نے کہا، "یہ تمہیں گارشا خود بتائے گی۔ یہ لوگ جنگل میں ایک چشمے پر ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔"

سمپان بولا۔ "اُنہیں یہاں بُلوالو۔"

تھیوسانگ نے ماریا سے کہا:

"ماریا! تُم تیز رفتاری سے جا سکتی ہو۔ تُم جاؤ اور عمران، شیبا اور گارشا کو لے کر یہاں آجاؤ۔ میرا خیال ہے کہ گارشا میرے واپس نہ آنے کے بعد وہیں چلی گئی ہوگی۔"

ماریا بولی، "ٹھیک ہے۔ میں اُنہیں لینے جاتی ہوں، مگر وہ لوگ پیدل آئیں گے۔ یہاں تک آنے میں اُنہیں دیر لگ سکتی ہے۔"

سمپان نے کہا۔ "ہم اِسی جگہ پر ہیں ماریا۔ تُم جس وقت چاہے آؤ۔"

اور ماریا اِسی وقت تہہ خانے سے باہر نِکل گئی۔ جنگل میں آتے ہی وہ فضا میں بُلند ہوئی اور اُس نے چشمے کی طرف اُڑنا شروع کر دیا۔ ماریا کے جانے کے بعد دونوں خلائی دوست تھیوسانگ اور سمپان سلنڈر کے پاس کُرسیوں پر بیٹھ گئے۔ سمپان نے اِسی وقت اُوپرا پنے سیّارے ڈیگان پر یہ اِطّلاع پہنچا دی کہ زرد سیّارے کی دُشمن مخلوق نے یہاں ہماری لیبارٹری پر حملہ کر کے ہمارے دونوں سائنس دانوں کو ہلاک کر دیا تھا، مگر یہاں ہماری ایک دوست کی بہن ماریا نے زرد مخلوق کو بھسم کر کے اُن سے بدلہ لے لیا ہے۔ مگر زرد سیّارے کی خلائی ناکہ بندی کر دی جائے تاکہ دُشمن اپنے سیّارے کی فضا سے باہر نہ نکلنے پائے۔" یہ اِطّلاع پہنچانے کے بعد سمپان نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا اور تھیوسانگ سے کہا:

"اب زرد سیّارے کی مخلوق اِس زمین پر نہیں آ سکے گی۔ ہمیں یہاں سے

لیبارٹری کسی دوسری جگہ لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

تھیوسانگ بولا۔ "یہ بڑی اچھّی بات ہوئی ہے، مگر میرے دوست گارشا، عمران اور شیبا کو اُن کی دُنیا میں واپس پہنچانا بہت ضروری ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اُن کے شہر میں اوٹان سیّارے کی مخلوق نے تباہی پھیلا رکھّی ہے اور وہ اِس مخلوق کی تباہ کاریوں سے اپنی زمین اور اپنے مُلک اپنے شہر کے لوگوں کو بچانا چاہتے ہیں۔"

سمپان کی آنکھیں سکڑ گئیں۔ کہنے لگا:

"اوٹان سیّارے پر تو زندگی ختم ہونے والی ہے۔ وہ لوگ اس دُنیا پر قبضہ کرنا چاہتے ہوں گے، مگر تُم فکر نہ کرو۔ یہ زمین مُجھے بڑی پیاری ہے اور ہم امن پسند مخلوق ہیں۔ میں اُنہیں ایسا نہیں کرنے دوں گا۔"

تھیوسانگ نے کہا۔ "تُم عمران، شیبا اور گارشا کی کیسے مدد کر سکو گے؟"

سمپان نے مُسکرا کر کہا:

"بے گُناہ انسانوں کو اوٹان مخلوق کے ظُلم سے بچانے کے لیے میں عمران اور شیبا کے ساتھ اُن کی دُنیا میں جاؤں گا۔"

تھیوسانگ بہت خوش ہوا کیونکہ اُسے یقین تھا کہ سمپان کے پاس بے پناہ خلائی طاقت ہے اور وہ اوٹان مخلوق کے عذاب سے معصوم لوگوں کو بچا لے گا۔

دوسری طرف ماریا ہوا میں پرواز کرتی تھوڑی ہی دیر بعد جنگل میں اُسی جگہ پہنچ گئی جہاں چشمہ بہہ رہا تھا اور جہاں وہ عمران شیبا اور گارشا کو چھوڑ کر گئے تھے۔ ماریا چشمے پر اُتر آئی۔ مگر اُسے وہاں نہ عمران نظر آیا، نہ شیبا اور نہ ہی

گارشا نظر آئی۔ وہ سوچنے لگی۔ شاید یہ لوگ جنگل میں گھومنے پھرنے نکل گئے ہیں۔ ماریا بھی جنگل میں چلنے لگی۔ اِس وقت شام ہو گئی تھی اور افریقہ کے اِس گھنے جنگل میں کافی اندھیرا پھیل چکا تھا۔ صرف ماریا ہی اِس اندھیرے میں دیکھ سکتی تھی۔ وہ کُچھ پریشان بھی ہو رہی تھی کہ آخر عمران، شیبا اور گارشا کہاں چلے گئے؟

وہ ایک چٹّان کی دوسری طرف آئی۔ اُسے جنگل کی خاموشی میں ایک کپکپاتی ہوئی سہمی ہوئی آواز سُنائی دی۔ کوئی اُس کا نام لے کر اُسے بُلا رہا تھا۔ ماریا آواز کی طرف لپکی۔ دو تین قدموں پر نیچے ایک چھوٹا سا پانی کا تالاب تھا جس میں ایک انسانی لاش بالکل سیدھی لیٹی تھی۔ لاش کے ماتھے پر ایک دیا جل رہا تھا۔ ماریا وہاں رُکی تو لاش کے ہونٹ ہلے اور وہی سہمی ہوئی آواز آئی۔

”ماریا ماریا! اپنے دوستوں کو بچاؤ اپنے دوستوں کو بچاؤ۔“

*****

پھر کیا ہوا؟ کیا خلائی دُشمن دُنیا کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے؟

یہ خلائی ایڈونچر سیریز کے بارہویں اور آخری ناول ”شہر پتھّر بن گیا“ میں پڑھیے۔